بسم اللہ الرحمن الرحیم

اللہ نزل احسن الحدیث

بیاد

حضرت مولانا سید محمد داؤد غزنوی رحمہ اللہ

حضرت مولانا محمد اسماعیل سلفی رحمہ اللہ

ہفت روزہ

اہلِ حدیث

لاہور

مرکزی جمعیۃ اہلحدیث پاکستان کا ترجمان

مسلک اہلحدیث کا داعی

جلد:47 | ۱۷ تا ۲۳ صفر ۱۴۳۸ھ 18 تا 24 نومبر 2016ء | شمارہ: 45

امیر محترم پروفیسر سینیٹر ساجد میر حفظہ اللہ کے... پی ٹی آئی کے قائد عمران خان سے 7 سوالات؟

ایک عظیم اسلامی مفکر او رشاع... علامہ ڈاکٹر محمد اقبال رحمہ اللہ

حُبِّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم

رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت ایمان کی اساس!

جنّات اور شیاطین سے تحفظ..... مگر کیسے؟!

قرآن و سنت کی روشنی میں

- بے نماز والدین کی خدمت.....؟!
- رشوت خور کی دعوت قبول کرنا.....؟!
- بیٹے کی غیر مدخولہ بیوی سے نکاح کرنا؟!

درس قرآن

جناب پروفیسر احمد حماد حفظہ اللہ

رشتہ داروں کے حقوق

ارشاد باری تعالیٰ ہے: ﴿وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّبِذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَالْجَارِ ذِي الْقُرْبٰى﴾ (النسآء: 36)

''اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ حسن سلوک اور احسان والا رویہ رکھو اور رشتہ داروں سے بھی حسن سلوک سے پیش آؤ۔''

عبادت اور اطاعت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے' اسی طرح اسی کی رضا اور خوشنودی کے لیے نیک اعمال کی بجا آوری ہونی چاہیے۔ اس کے بعد بندوں کے حقوق میں سب سے پہلے اعزہ واقربا کے حقوق ہیں۔ ان کے ساتھ حسن معاشرت اور صلہ رحمی، مصیبت وتنگی میں معاونت' تنگ دستی اور فقر میں صدقہ کے ذریعے مدد' ایک رشتہ دار کا حق ہے۔ رشتہ داروں میں سب سے پہلے والدین ہیں اور والدین کے ساتھ حسن سلوک اولاد پر فرض ہے:

﴿وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حُسْنًا﴾ (العنکبوت: 8)

''ہم نے ہر انسان کو اپنے والدین کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی نصیحت کی ہے۔''

حضرت یحییٰ علیہ السلام کے اوصاف بیان کرتے ہوئے قرآن پاک نے ایک وصف یہ بھی بتلایا ہے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ خوش اخلاق تھے:

﴿وَّبَرًّا بِوَالِدَيْهِ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا﴾ (مریم)

''اور (یحییٰ علیہ السلام) اپنے ماں باپ سے نیک سلوک کرنے والا تھا' وہ گنہگار اور سرکش نہ تھا۔''

اس کے بعد رشتہ داروں کے ساتھ بھی نیکی اور احسان والا معاملہ رکھنے کا حکم دیا گیا ہے چاہے وہ قریبی ہوں یا دور کے' ان کے ساتھ نیکی کرنے اور صلہ رحمی کا حکم اس آیت مبارکہ میں ہے۔ رشتہ داروں کے ساتھ نیکی کرنے کا مطلب' مشکل اور پریشانی میں ان کا ساتھ دینا' غربت اور تنگ دستی میں اپنے مال میں سے ان پر خرچ کرنا اور ان کے ساتھ صلہ رحمی کرنا ہے۔ قرآن کریم میں ارشاد ہے:

﴿يَسْـَٔلُوْنَكَ مَاذَا يُنْفِقُوْنَ ۭ قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَابْنِ السَّبِيْلِ ۭ وَمَا تَفْعَلُوْا مِنْ خَيْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ بِهٖ عَلِيْمٌ﴾

''آپ ﷺ سے لوگ پوچھتے ہیں کہ کیا خرچ کریں؟ آپ فرما دیجیے کہ مال میں سے جو کچھ بھی تم خرچ کرو وہ تمہارے والدین، عزیز و اقربا، یتیموں' مسکینوں اور مسافروں کے لیے ہے۔ تم جو بھی نیکی کرو گے اللہ تعالیٰ کو اس کا پورا پورا علم ہے۔''

اللہ تعالیٰ کی اطاعت میں رہنے اور شرک سے بچنے کے بعد والدین اور رشتہ داروں سے حسن سلوک کا مطلب واضح ہے کہ اگر انسان ان اوامر کی پروا نہیں کرتا تو گویا وہ اللہ تعالیٰ سے اعراض کرتا ہے، اس کے احکام سے منہ موڑتا ہے اور مخلوق کو ہیچ جان کر تکبر کی روش اپناتا ہے۔ اس پر تنبیہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

﴿اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ مَنْ كَانَ مُخْتَالًا فَخُوْرًا﴾ (النسآء)

''اللہ تعالیٰ تکبر کرنے والوں اور شیخی خوروں کو پسند نہیں کرتا۔''

درس حدیث

جناب پروفیسر عبدالرحمٰن لدھیانوی حفظہ اللہ

تین عمدہ وصیتیں

[عَنْ أَبِي مُوسَى الأَشْعَرِيِّ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ، عَنِ النَّبِيِّ ﷺ قَالَ: "أَطْعِمُوا الجَائِعَ، وَعُودُوا المَرِيضَ، وَفُكُّوا العَانِيَ".] (بخاری)

سیدنا موسیٰ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''بھوکے کو کھانا کھلاؤ' بیمار کی پرسی کرو اور قیدی کو رہائی دلاؤ۔'' (بخاری)

دین اسلام سراسر خیر خواہی کا دین ہے۔ مذکور بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ نے تین خیر خواہی کے کاموں کی طرف توجہ دلائی ہے تاکہ معاشرے میں بھائی چارے کی فضا پیدا ہو اور ایک دوسرے کے غم و پریشانی میں شرکت کی جائے۔

پہلا حکم یہ دیا کہ بھوکوں کو کھانا کھلاؤ۔ یہ ایک ایسا عمل ہے جس سے اللہ تعالیٰ بہت خوش ہوتا ہے اور یوں کہتا ہے کہ تو نے بھوکے شخص کو کھانا کھلایا گویا کہ مجھے کھلایا۔ اس ضمن میں ہم کوئی پرواہ نہیں کرتے۔ اپنے عزیزوں اور دوستوں کو تو ہر کوئی کھلاتا ہے مگر غرباء و مساکین کے کھانے کی طرف توجہ دینا چاہیے۔

دوسرا کام یہ بتایا کہ بیمار کی عیادت کیا کرو' یہ اتنا بڑا کارِ ثواب ہے کہ بیمار پرسی کرنے والے کو اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ گھر سے نکلنے سے لے کر واپس آنے تک تو میرے راستے پر ہے اور جو دعا کرے گا وہ قبول ہوگی۔ ہم اس قدر خود غرض ہو چکے ہیں کہ اگر کوئی غریب ہمسایہ بیمار پڑ جائے تو اس کی خبر نہیں لیتے اور اگر کوئی بڑا آدمی معمولی بیمار ہو جائے تو عیادت کرنے والوں کا تانتا بندھ جاتا ہے۔ لہٰذا کوئی تعلق والا اگر بیمار ہو جائے تو اس کی عیادت کیا کرو اس سے اللہ تعالیٰ خوش ہوتا ہے۔

تیسرا کام قیدی کو آزاد کرنا ہے۔ ایسا قیدی جو ناحق گرفتار ہو جائے۔ اس کی ہر ممکن امداد کی جائے اس کی باعزت رہائی کے لیے ہر ممکن کوشش کی جائے مگر ہمارے معاشرے میں ان امور کی طرف کم ہی توجہ دی جاتی ہے۔ خود غرضی کا دور دورہ ہے۔ اپنی ذات کے سوا ہمیں کچھ نظر نہیں آتا حالانکہ یہ امور معاشرے میں امن و آشتی کا سبب بنتے ہیں۔ آپس میں بھائی چارے کی فضا سازگار ہوتی ہے اور آخرت میں نجات کا ذریعہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ کی تعلیمات پر عمل کرنے سے دنیا و آخرت کی کامیابی نصیب ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان زریں اصولوں پر عمل کرنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین!

یہ مصائب وآلام کیوں؟!

وطن عزیز کے قیام کو ۶۹ سال کا عرصہ ہو چکا ہے۔ قوموں کی زندگی میں اتنا وقت بڑی اہمیت کا حامل ہوتا ہے۔ جب ہم اپنے ملک کی تاریخ پر نظر ڈالتے ہیں تو حادثات' سانحات' محرومیوں اور حسرتوں کی داستانیں بکھری ہوئی نظر آتی ہیں۔ اس کا سبب یہ ہے کہ ہم نے اپنے اللہ سے یہ وعدہ کیا تھا کہ تیرے ملک میں تیرا قانون نافذ کیا جائے گا مگر ہم نے اس وعدے کو فراموش کر دیا۔ چونکہ پاکستان ایک نظریاتی' اسلامی اور فلاحی مملکت ہے جس کے قیام اور خود مختاری کے لیے اسلامیان برصغیر نے ایک طویل عرصہ تک سہانے خواب دیکھے تھے اور اس کی عملی تعبیر اور اس میں رنگ بھرنے کے لیے ہمارے لاکھوں بزرگوں' نوجوانوں اور بہو بیٹیوں نے جان ومال اور عزت وآبرو کی بے مثال قربانیاں دی تھیں تا کہ مسلمان یہاں اپنی زندگیوں کو اسلام کے سانچے میں ڈھال سکیں اور ایسا معاشرہ قائم ہو سکے جہاں عدل وانصاف' باہمی مروت' ایثار اور بھائی چارے کے ساتھ ساتھ اسلامی وجمہوری قدریں پروان چڑھ سکیں۔ لیکن افسوس کی بات ہے کہ قیام پاکستان کے بعد اقتدار پر ان لوگوں نے قبضہ کر لیا جو اس کاروان آزادی میں شریک سفر نہ تھے۔ شاعر نے اس کی ترجمانی یوں کی ہے ؎

نیرنگئ سیاست دوراں تو دیکھیے　　منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے

بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ وطن عزیز میں پہلے انتخابات ۱۹۵۸ء کی تیاریاں اپنے عروج پر تھیں کہ جنرل (ر) ایوب خاں نے ملکی سیاست کی بساط لپیٹ کر مارشل کے ذریعے حکومت پر قبضہ کر لیا۔ یہ رسم نا مسعود وقفے وقفے کے بعد جنرل (ر) یحییٰ خان اور جنرل (ر) ضیاء الحق سے ہوتی ہوئی جنرل (ر) پرویز مشرف تک آ پہنچی۔ اس طرح وطن عزیز میں زیادہ عرصہ تک فوج کی حکمرانی رہی۔ جنرل مشرف نے پہلے پاکستان کا نعرہ لگا کر ملک کی اساس پر ضرب کاری لگائی اور کشمیر ہمارا کلیم نہیں کہہ کر مسئلہ کشمیر کو بے حد نقصان پہنچایا۔ الغرض پورا ملک اس کی غیر جمہوری' غیر اسلامی اور غیر آئینی پالیسیوں کی وجہ سے بے شمار مسائل اور بحرانوں کا شکار رہا۔ جمہوری بحران' عدلیہ بحران' امن بحران' بجلی' تیل' گیس' سیمنٹ' چینی اور آٹے کے بحران نے اہل وطن کی زندگیوں کو دوبھر کر دیا تھا۔ اس کے بعد پیپلز پارٹی برسر اقتدار آئی تو وہ بھی اسی کی پالیسیوں پر گامزن رہی اور ملک بے شمار مسائل سے دو چار رہا۔ ملک دہشت گردی سے چھٹکارا حاصل نہ کر سکا۔ نیز بے روزگاری' مہنگائی' لوڈ شیڈنگ' ٹیکسوں کی بھرمار اور افراط زر نے عوام کا جینا محال کر دیا۔

۲۰۱۳ء کے انتخابات میں قوم نے میاں نواز شریف کی جماعت مسلم لیگ (ن) کو مینڈیٹ دیا اور میاں نواز شریف نے وزارت عظمیٰ کی مسند سنبھال لی اور عوام کو ان سے بہت سی توقعات وابستہ تھیں چنانچہ وہ عوام کے مسائل کو بتدریج اور وسائل کے مطابق مگر سست رفتاری سے حل کرنے کے لیے کوشاں ہیں۔ مگر عمران خاں اور طاہر القادری ایسے لوگ ملک میں افراتفری کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ کبھی احتجاجی جلسے' کبھی ریلیاں' کبھی دھرنے اور کبھی اسلام آباد بند کرنے کے لیے ملین مارچ کے ذریعے ملک میں عدم استحکام کی فضا ہموار کرنا چاہتے ہیں۔ خدا کا شکر ہے کہ قوم نے ان کا ساتھ نہیں دیا اور وہ اس میں ناکام رہے۔ عمران خان کا مطالبہ یہ تھا کہ میاں نواز شریف استعفیٰ دیں یا احتساب کے لیے اپنے آپ کو پیش کریں۔ اب یہ مسئلہ سپریم کورٹ میں زیر سماعت ہے اور دودھ کا دودھ پانی کا پانی ہو جائے گا۔ احتساب میاں صاحب تک ہی محدود نہیں رہنا چاہیے اس کا دائرہ وسیع کرنا ہوگا۔

مدیر اعلیٰ
بشیر انصاری
ایم اے

مجلس ادارت
☆ جناب پروفیسر ڈاکٹر عبدالغفور راشد
☆ جناب پروفیسر عبدالرحمن لدھیانوی

اس شمارہ میں

درس قرآن وحدیث	1
اداریہ	2
احکام ومسائل	4
رحمت عالم سے محبت.....(خطبہ حرم)	6
شرک.....اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں	9
مسئلہ سر کے بالوں کا	12
جن وشیاطین سے تحفظ	14
مطالعہ.....کیوں اور کیسے؟!	17
علامہ اقبالؒ.....عظیم اسلامی مفکر اور شاعر	18
اور اب "ہاؤدین" مبارک	19
دینی مدارس: مقام اور ذمہ داریاں	20
یادِ رفتگان مولانا محمد بشیر سیالکوٹی	22
تبصرہ کتب	24

ادارہ سے جملہ خط کتابت ایڈیٹر کے نام اور ترسیل زر منیجر کے نام کی جائے

پتہ ہفت روزہ "اہلحدیث" چوک اہلحدیث (المعروف مزنگ چوک) 106 راوی روڈ لاہور۔ 54000
فون: 042-37720257 فیکس: 042-37725525
E-mail: weeklyahlehadith@yahoo.com

سالانہ زر تعاون بھیجنے کے لیے
میزان بینک برانچ کوڈ: 0211 اکاؤنٹ نمبر: 0100270239

بدل اشتراک
سالانہ ..... 500/- روپے
ششماہی ..... 350/- روپے
بذریعہ رجسٹری ..... 650/- روپے
بیرون ملک سے ..... 6000/- روپے
فی پرچہ ..... 20/- روپے

سینئر پروفیسر ساجد میر نے مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے لئے "لشر پرنٹ ان" شاہ خالد ٹاؤن جی ٹی روڈ شاہدرہ لاہور سے چھپوا کر 106 راوی روڈ لاہور سے جاری کیا۔

آج اہل وطن یہ پوچھنے کا حق رکھتے ہیں کہ جب پاکستان کا مطلب لا الہ الا اللہ ہے تو پھر حکمرانوں نے اس ضمن میں کیا پیش رفت کی ہے؟ اگر ہم حالات میں خوشگوار تبدیلی کے خواہاں ہیں تو نہ صرف حکمرانوں کو اپنا چلن بدلنا ہوگا بلکہ قوم کو بھی اپنے آپ میں تبدیلی لانا ہوگی۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّ اللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُوا مَا بِأَنفُسِهِمْ﴾ یعنی

خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی — نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

یہ امر انتہائی غور وفکر کا متقاضی ہے کہ ملک اکثر زلزلوں اور سیلابوں سے دو چار ہو جاتا ہے۔ دہشت گردی کے واقعات ابھی ختم نہیں ہوئے۔ گاڑیوں اور بسوں کے حادثات سے درجنوں اہل وطن موت کی آغوش میں چلے جاتے ہیں۔ اب ہم بارش کے لیے ترس رہے ہیں۔ کئی علاقوں میں پینے کا پانی بڑی مشکل سے دستیاب ہوتا ہے۔ ان دنوں ملک کے بہت سے شہر ابھی تک سموگ کی زد میں ہیں۔ سموگ سے آنکھ، گلے اور سانس کی تکلیف سے بہت سے لوگ متاثر ہوئے ہیں۔ اس سے نجات کے لیے حکومت کو فوری اور مؤثر اقدامات کرنے چاہئیں۔ یہ بات درست ہے کہ یہ مسائل اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کو تنبیہ ہے کہ وہ راہِ راست پر آجائیں۔ قرآن مجید کا ارشاد ہے: ﴿ظَهَرَ الْفَسَادُ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ بِمَا كَسَبَتْ أَيْدِي النَّاسِ﴾ کہ خشکی اور تری میں مصائب وآلام یہ سب لوگوں کے اعمال کا نتیجہ ہے۔ یہ سماوی وارضی آفات آزمائش ہیں لوگوں کو رجوع الی اللہ کرنا چاہیے۔ اپنے گناہوں کی معافی طلب کر کے آئندہ ان سے یکسر اجتناب کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسی آزمائشوں سے تمہارے لیے نصیحت کا پیغام ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسلام کی تعلیمات کے مطابق زندگی بسر کرنے کی توفیق دے۔

سینیٹر پروفیسر ساجد میر کے عمران خان سے 7 سوالات

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے عمران خاں سے 7 سوالات پوچھے ہیں: ① کیا پانامہ کیس میں وزیر اعظم مجرم قرار پا گئے ہیں کہ انہوں نے یوم تشکر منایا؟ ② کیا عدالت نے وزیر اعظم سے استعفیٰ لے لیا ہے کہ وہ جشن منا رہے ہیں؟ ③ کیا آکسفورڈ کے فارغ التحصیل بتائیں گے کہ انہوں نے آکسفورڈ کے نصاب میں بدتہذیبی کے موضوع پر کون سی کتاب پڑھی ہے؟ ④ اپنی تقریروں میں مدینہ کے انقلاب کی مثال دینے والے بتائیں گے کہ کیا اس انقلاب میں آپ ﷺ نے مخالفین کے لیے کون سی بدزبانی کا انداز اختیار کیا تھا؟ ⑤ تحریک انصاف آئندہ کوئی جلسہ نہیں کرے گی، کیا وہ اپنے اعلان پر ثابت قدم رہیں گے؟ ⑥ اگر پانامہ کے معاملے پر بھی عدالت کا فیصلہ ان کی مرضی کا نہیں آتا تو کیا وہ اسے تسلیم کرلیں گے؟ ⑦ پانامہ کیس میں وزیر اعظم پر الزامات ثابت نہ ہونے پر کیا وہ سیاست سے استعفیٰ دینا پسند فرمائیں گے؟ پروفیسر ساجد میر نے کہا کہ اگر عدالت میں کیس کی سماعت ہی ان کے نزدیک کامیابی کا معیار ہے تو 2013ء کے الیکشن میں دھاندلی کے الزامات آپ نے لگائے تھے اور اس وقت بھی آپ جشن منا رہے تھے تو پھر اس کا جو رزلٹ نکلا وہ بھی پوری قوم نے دیکھ ہی لیا تھا۔ پانامہ کے معاملے پر بھی بہت جلد دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی ہو جائے گا۔ انہوں نے کہا کہ اسلام آباد کے جلسہ میں عمران خاں نے جس طرح بدزبانی کا مظاہرہ کیا وہ صرف ان کو ہی زیب دے سکتا ہے کسی شریف آدمی کو نہیں۔ بدزبانی اور تکبر انسان کو لے ڈوبتا ہے۔ قوم نے پی ٹی آئی کی انتشار کی سیاست کا جنازہ نکال دیا۔ اسلام آباد بند کرنے کے دعوے دار آدھے گھنٹے کے لیے بھی اسلام آباد بند نہیں کر سکے۔ ۱۰ لاکھ لوگوں کو لانے کا دعویٰ کرنے والے اسلام آباد میں اپنے ووٹرز کو بھی باہر نہیں نکال سکے۔ عمران خاں نے اپنے کارکنوں اور جماعت کو ہمیشہ دھوکہ دیا۔ انہوں نے کہا کہ عدالت کو اختیار ہے کہ سب کا احتساب کرے۔ تاہم اسلام آباد بند کرنے کی سازش ناکام بنا کر عمران خاں کا عوامی احتساب پہلے ہی ہو چکا۔

امیر محترم کی بیرونی ملک کے دورہ پر روانگی

لاہور ..... مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے امیر سینیٹر پروفیسر ساجد میر صاحب 8 نومبر کی شام جنوبی کوریا کے دورہ پر روانہ ہو گئے۔ ایئر پورٹ پر علماء کرام اور احباب جماعت نے دعاؤں کے ساتھ الوداع کیا۔ آمدہ اطلاع کے مطابق آپ نے 11 نومبر کا خطبہ جمعۃ المبارک الہدیٰ اسلامک سنٹر انچھن میں ''مسلمانوں کا غیر مسلموں کے ساتھ حسن سلوک رسول اللہ ﷺ کے ارشادات کی روشنی میں'' کے موضوع پر ارشاد فرمایا۔ آپ دارالحکومت سیول میں انٹرنیشنل کانفرنس سے بھی خطاب فرمائیں گے۔ آپ کی عدم موجودگی میں الشیخ علی محمد ابوتراب قائم مقام امیر ہوں گے۔

احکام و مسائل

جناب مولانا حافظ ابو محمد عبدالستار الحماد حفظہ اللہ
مرکز الدراسات الاسلامیہ
سلطان کالونی میاں چنوں خانیوال پاکستان
فون: 0300-4178626 - 065-2663317
ای میل: markaz.dirasat@gmail.com

ایک مسئلہ وراثت

سوال میرے ماموں فوت ہوئے ہیں' ان کی نو ایکڑ زمین ترکہ ہے۔ پسماندگان میں چھ بہنیں اور تین چچازاد بھائی ہیں۔ نیز ان کی خالہ اور پھوپھی بھی زندہ ہیں۔ ان ورثاء میں مرحوم کا ترکہ تقسیم کرنا ہے' وضاحت فرمادیں۔

جواب اگر میت کے ذمے کوئی قرضہ وغیرہ نہیں اور نہ ہی اس نے کوئی وصیت کی ہے تو ترکہ کی تقسیم حسب ذیل ہوگی:

- اس کی بہنوں کو ترکہ سے دو تہائی ملے گا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اگر میت کی دو (یا دو سے زیادہ) بہنیں ہیں تو وہ ترکے میں سے دو تہائی کی حقدار ہوں گی۔'' (النساء:۱۷۶)
- دو تہائی حصہ نکالنے کے بعد جو ایک تہائی باقی ہے' اس کے حقدار چچازاد بھائی ہیں کیونکہ وہ عصبہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''مقررہ حصے ان کے حقداروں کو دو اور جو باقی بچے وہ میت کے سب سے زیادہ قریبی مرد رشتے دار کا ہے۔'' (بخاری' الفرائض:۶۷۳۲)

میت کے قریبی مرد رشتے دار اس کے چچازاد بھائی ہیں لہٰذا باقی ترکہ انہیں دے دیا جائے۔

- میت کی خالہ اور پھوپھی کا تعلق اولوالارحام سے ہے۔ مقررہ حصے لینے والوں اور عصبات کی موجودگی میں یہ محروم ہیں' انہیں میت کی جائیداد سے کچھ نہیں ملے گا۔

مرحوم کی جائیداد نو ایکڑ ہے' اس کے دو تہائی چھ ایکڑ' چھ بہنوں کو دیئے جائیں' ہر بہن کو ایک ایک ایکڑ مل جائے گا اور باقی ایک تہائی جو تین ایکڑ ہیں وہ تین چچازاد بھائیوں کے لیے ہیں۔ ہر چچازاد بھائی کو بھی ایک ایک ایکڑ مل جائے گا۔

نوٹ: اگر میت کے ذمے کوئی قرضہ ہے تو پہلے اسے اتارا جائے' اسی طرح اگر اس نے کوئی وصیت کی ہے تو ادائیگی قرض کے بعد وصیت کو پورا کیا جائے۔ بشرطیکہ وہ ایک تہائی سے زائد نہ ہو اور نہ ہی کسی وارث رشتہ دار کے لیے ہو۔ واللہ اعلم بالصواب!

بے نماز والدین کی خدمت

سوال میرے والدین بے نماز ہیں' میرے بار بار کہنے کے باوجود وہ نماز نہیں پڑھتے اور مجھے دینی اجتماعات میں جانے سے بھی منع کرتے ہیں۔ ایسے حالات میں میری کیا ذمہ داری ہے؟ کیا میں والدہ کی تیار کردہ روٹی وغیرہ کھا سکتا ہوں؟ آپ میری اس پریشانی کو دور کریں۔

جواب اس عالم رنگ و بو میں والدین بہت بڑی نعمت ہیں اور ان کی خدمت گرانقدر سعادت ہے۔ سائل کی پریشانی کا حل یہ ہے کہ وہ نماز پنجگانہ کے بعد اور دیگر اوقات میں بھی اپنے والدین کے لیے دعا کرتا رہے اور ان کی خدمت کرنے میں کوئی کوتاہی نہ کرے۔ قرآن مجید میں جہاں اللہ تعالیٰ نے اپنے حقوق بیان کیے ہیں ساتھ ہی والدین کا حق خدمت بیان کیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''تیرے رب نے فیصلہ کر دیا ہے کہ تم لوگ اللہ کے علاوہ کسی دوسرے کی عبادت نہ کرو اور والدین کے ساتھ حسن سلوک کرو' اگر تمہارے پاس ان میں سے کوئی ایک یا دونوں بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں اف تک بھی نہ کہو' اور نہ ہی انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان سے احترام کے ساتھ بات کرو' نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک کر رہو اور دعا کرتے رہا کرو' پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ مجھے بچپن میں پالا تھا۔'' (الاسراء:۲۳' ۲۴)

ان آیات کا تقاضا ہے کہ اولاد کو اپنے والدین کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے' اگر وہ دین اسلام پر کاربند نہ بھی ہوں تب بھی ان کی خدمت گذاری میں کسی قسم کی کمی نہ کی جائے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے دوسرے مقام پر اس کی وضاحت کی ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''دنیوی معاملات میں والدین کے ساتھ نیک برتاؤ کرتے رہو۔'' (لقمان:۱۵)

اگرچہ جو شخص مستقل طور پر بے نماز ہے اور کبھی نماز کے قریب نہیں جاتا وہ اسلام سے بالکل بیگانہ ہے اور دین اسلام سے اس کا کوئی تعلق نہیں تاہم ایسے والدین سے ترک تعلقات کی شرعاً اجازت نہیں اور نہ ہی ان کا تیار کردہ کھانا حرام ہے' ایسے حالات میں والدہ کے ہاتھ کی پکی ہوئی روٹی کھانے میں کوئی قباحت نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک یہودیہ عورت کا تیار کردہ کھانا تناول فرمایا تھا۔ (بخاری' الہبہ:۲۶۱۷)

باقی رہا دینی اجتماعات میں جانے سے روکنے کا مسئلہ تو اس کے متعلق وضاحت یہ ہے کہ دینی امور کی دو اقسام حسب ذیل ہیں:

- وہ فرض اور واجب ہیں.....مثلاً نماز پڑھنا اور روزے رکھنا وغیرہ تو ان امور میں اگر والدین رکاوٹ بنتے ہیں اور ان کی ادائیگی سے روکتے ہیں تو ایسے معاملات میں ان کی بات نہ مانی جائے بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بات کو مقدم سمجھا جائے۔
- وہ معاملات فرض یا واجب نہیں بلکہ جائز اور استحباب کا درجہ رکھتے ہیں۔ مثلاً دینی اجتماعات میں شرکت کرنا تو ایسے معاملات میں ان والدین کی بات کو مانا جائے اور دینی پروگرام سے استفادہ کرنے کا کوئی متبادل تلاش کیا جائے۔ مثلاً سی ڈی یا کیسٹ وغیرہ سن لی جائے۔

ہمارا سائل کو مشورہ ہے کہ وہ اپنے والدین کی خوب خدمت کریں اور انہیں تنگ کر کے اپنی دنیا و آخرت کی تباہی کا سامان پیدا نہ کریں۔ نیز محبت و پیار سے نماز کی طرف راغب کریں۔ واللہ اعلم!

رشوت خور کی دعوت قبول کرنا

سوال میرا ایک عزیز سرکاری عہدہ پر فائز ہے اور وہ اس عہدے سے ناجائز فائدہ اٹھاتے ہوئے رشوت لیتا ہے۔ وہ بعض اوقات میری دعوت کرتا ہے' کیا اس کے گھر سے کھانا پینا اور اس کی دعوت قبول کرنا جائز ہے؟ وضاحت کریں۔

جواب آج ہم پر فتن دور سے گذر رہے ہیں' ہر طرف حرام کاری اور حرام خوری کا چرچا ہے' ایسے حالات میں ہمیں چاہیے کہ حکمت عملی کو بروئے کار لائیں اور معاشرے میں رہتے ہوئے غلط کار لوگوں کی اصلاح کریں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے: ''تم میں سے جو کوئی برائی دیکھے تو وہ اسے اپنے ہاتھ سے بدل دے' اگر وہ اس کی طاقت نہ رکھے تو زبان سے منع کرے۔ اگر وہ اس کی بھی استطاعت نہ رکھے تو پھر اپنے دل سے نفرت کرے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ ہے۔'' (مسلم' الایمان: ۱۷۷)

صورت مسئولہ میں سائل کو چاہیے کہ وہ صبر و استقامت سے کام لے اور ادب و احترام کے ساتھ اچھے طریقے سے اپنے عزیز کو وعظ و نصیحت کرتا رہے۔ قطع تعلقی سے مکمل اجتناب کیا جائے' اگر اسے یقین ہے کہ اس نے خالص رشوت کی رقم سے دعوت کی ہے تو اس کی دعوت کو رد کیا جا سکتا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ایک عورت نے رسول اللہ ﷺ کی دعوت کی' جب آپ کو معلوم ہوا کہ دعوت میں تیار کردہ گوشت چوری کا ہے تو آپ ﷺ نے خود تناول نہیں کیا بلکہ قیدیوں کو کھلا دینے کا حکم دیا۔ (ابوداود' البیوع: ۳۳۳۲)

اگر دعوت کے متعلق خالص حرام کا یقین نہ ہو تو محض شبہ کی بنیاد پر دعوت کو مسترد کرنا درست نہیں ہے جیسا کہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے کسی نے پوچھا تھا: ''میرا ایک پڑوسی ہے جس کا مال میرے خیال میں خبیث یا حرام ہے اور وہ مجھے کبھی کبھار کھانے کی دعوت دے دیتا ہے' اگر میں اس کی دعوت قبول نہ کروں تو مجھے تکلیف ہوتی ہے' ایسے حالات میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ''جاؤ' اس کی دعوت کو قبول کرو' اس کا گناہ اس پر ہوگا۔'' (سنن بیہقی: ج ۵' ص ۳۳۵)

اس سے معلوم ہوا کہ ایسی دعوت قبول کی جا سکتی ہے جس کے حرام ہونے کا یقین نہ ہو۔ اگر ایسے شخص کے متعلق امکان ہو کہ دعوت قبول نہ کرنے کا ہتھیار کارگر ثابت ہوگا اور وہ توبہ کر کے اس جرم سے باز آ جائے گا تو ایسے حالات میں تادیباً اس کی دعوت رد کی جا سکتی ہے۔ واللہ اعلم!

بیٹے کی غیر مدخولہ بیوی سے نکاح

سوال میں نے اپنے بیٹے کا نکاح کسی لڑکی سے کیا' ابھی رخصتی نہ ہوئی تھی کہ ناچاقی کی بناء پر اس نے اپنی منکوحہ کو طلاق دے دی' کیا اپنے بیٹے کی غیر مدخولہ بیوی سے مجھے نکاح کرنے کی اجازت ہے؟ قرآن و حدیث کی روشنی میں وضاحت کریں۔

جواب قرآن کریم نے ایسی عورتوں کی تفصیل بیان کی ہے جن سے نکاح کرنا حرام ہے' ان میں سے وہ عورت بھی ہے جو بیٹے کی منکوحہ ہو۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے: ''اور تمہارے ان بیٹوں کی بیویاں (بھی حرام ہیں) جو تمہاری صلب سے ہوں۔'' (النساء: ۲۳)

اس قرآنی آیت سے معلوم ہوا کہ حقیقی بیٹا اگر کسی عورت سے نکاح کرے اور وہ اس کی بیوی بن جائے تو وہ باپ کے لیے حرام ہو جاتی ہے۔ خواہ اس کی رخصتی ہوئی یا رخصتی سے پہلے اسے طلاق مل جائے۔ بہرحال بیٹے کے نکاح کر لینے کے بعد باپ پر بہو حرام ہو جاتی ہے۔ خواہ اس کے بیٹے نے اپنی بیوی سے ہم بستری یا خلوت نہ بھی کی ہو۔ واضح رہے کہ بیٹے کی طرح پوتے اور نواسے کی بیوی کا بھی یہی حکم ہے کہ وہ دادا اور نانا پر حرام ہے۔

قرآن کریم میں بیٹوں کے ساتھ ﴿مِنْ اَصْلَابِكُمْ﴾ کی قید بیان ہوئی ہے یعنی وہ صلبی بیٹے ہوں' اس قید سے کچھ اہل علم نے یہ گنجائش نکالی ہے کہ رضاعی بیٹا یعنی بیوی کا دودھ پینے کی وجہ سے جو بیٹا بنا ہے اس کی منکوحہ سے نکاح کیا جا سکتا ہے۔ بشرطیکہ وہ فوت ہو جائے یا وہ طلاق دے دے اور بیوی عدت پورے کر لے۔ واللہ اعلم!

.....❀❀.....

رحمت عالم ﷺ سے محبت!

امام مسجد نبوی
فضیلۃ الشیخ
ڈاکٹر عبداللہ البعیجان حفظہ اللہ

مترجم —— جناب عبدالقیوم عبدالستار
نظرثانی —— جناب حافظ یوسف سراج
تاریخ —— 4 صفر 1437ھ بمطابق 4 اکتوبر 2016ء

حمد وثناء کے بعد!

اے لوگو! میں تمہیں تقویٰ اختیار کرنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ تقویٰ دنیا میں خوش نصیبی کا سبب ہے اور آخرت میں نجات کا ضامن ہے۔

﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن تَتَّقُوا اللَّهَ يَجْعَل لَّكُمْ فُرْقَانًا وَيُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ۗ وَاللَّهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِيمِ ﴿٢٩﴾﴾ (الأنفال)

''اے ایمان لانے والو! اگر تم خدا ترسی اختیار کرو گے تو اللہ تمہارے لیے کسوٹی بہم پہنچا دے گا اور تمہاری برائیوں کو تم سے دُور کر دے گا اور تمہارے قصور معاف کر دے گا' اللہ بڑا فضل فرمانے والا ہے۔''

بندگان الٰہی! اللہ تعالیٰ نے تمام لوگوں اور ساری مخلوق میں سے ہمارے نبی محمد ﷺ کو چن لیا ہے اور پسند فرما کر منتخب کر لیا ہے۔ آپ ﷺ کو اللہ نے تمام جہانوں کیلئے رحمت بنا کر بھیجا۔ آپ ﷺ کو تمام انبیاء اور رسولوں کے آخر میں بھیجا۔ آپ ﷺ کے بعد کوئی نبی یا رسول نہیں آئے گا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو امت کیلئے گواہ، خوش خبری دینے والا، ڈرانے والا، دعوت دینے والا اور روشن چراغ بنا کر بھیجا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سب سے بہترین جگہ اور مقام سے منتخب فرمایا۔ مناسب ترین دور میں چنا اور مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو افضل ترین، صفتوں، عادتوں اور اخلاق سے نواز کر پاکیزہ ترین بنا دیا ہے۔ تمام مخلوق پر آپ ﷺ کو فضیلت بخشی اور آپ ﷺ کا سینہ کھول دیا۔ آپ ﷺ کا ذکر بلند کر دیا۔ آپ ﷺ سے بوجھ اتار دیئے، تمام معاملات میں آپ ﷺ کو چن لیا، اللہ نے آپ ﷺ کو منتخب عقل سے نوازا۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿مَا ضَلَّ صَاحِبُكُمْ وَمَا غَوَىٰ ﴿٢﴾﴾ (النجم)

''تمہارا رفیق نہ بھٹکا ہے نہ بہکا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو سب سے بہترین جگہ اور مقام سے منتخب فرمایا۔ مناسب ترین دور میں چنا اور مبعوث فرمایا۔ آپ ﷺ کو افضل ترین، صفتوں، عادتوں اور اخلاق سے نواز کر پاکیزہ ترین بنا دیا ہے۔

آپ ﷺ کو ہر دلعزیز اخلاق عطا فرمایا۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَإِنَّكَ لَعَلَىٰ خُلُقٍ عَظِيمٍ ﴿٤﴾﴾ (القلم)

''اور بیشک آپ بہت بڑے (عمدہ) اخلاق پر ہیں۔''

آپ کو عظیم ترین تحمل اور بردباری عطا کی، فرمایا:

﴿لَقَدْ جَاءَكُمْ رَسُولٌ مِّنْ أَنفُسِكُمْ عَزِيزٌ عَلَيْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِيصٌ عَلَيْكُم بِالْمُؤْمِنِينَ رَءُوفٌ رَّحِيمٌ ﴿١٢٨﴾﴾ (التوبة)

''تمہارے پاس ایک ایسے پیغمبر تشریف لائے ہیں جو تمہاری جنس سے ہیں جن کو تمہاری مضرت کی بات نہایت گراں گزرتی ہے جو تمہاری منفعت کے بڑے خواہش مند رہتے ہیں' ایمان والوں کے ساتھ بڑے ہی شفیق اور مہربان ہیں۔''

آپ ﷺ کو لاجواب علم سے نوازا۔ فرمایا:

﴿عَلَّمَهُ شَدِيدُ الْقُوَىٰ ﴿٥﴾﴾ (النجم)

''اُسے زبردست قوت والے نے تعلیم دی ہے۔''

آپ کو بے مثال سچائی سے نوازا، فرمایا:

﴿وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ﴿٣﴾﴾ (النجم)

''اور وہ اپنی خواہش سے کوئی بات نہیں کہتے۔''

آپ ﷺ کو پاکیزہ سینہ عطا کیا، فرمایا:

﴿أَلَمْ نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ﴿١﴾﴾ (الانشراح)

''(اے نبیؐ) کیا ہم نے آپ کا سینہ آپ کے لیے کھول نہیں دیا؟''

آپ ﷺ کو چنیدہ دل عطا کیا، فرمایا:

﴿مَا كَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَأَىٰ ﴿١١﴾﴾ (النجم)

''نظر نے جو کچھ دیکھا، دل نے اُس میں جھوٹ نہ ملایا۔''

آپ ﷺ کو اعلیٰ ذکر سے نوازا، فرمایا:

﴿وَرَفَعْنَا لَكَ ذِكْرَكَ ﴿٤﴾﴾ (الانشراح)

''اور تمہاری خاطر تمہارے ذکر کا آوازہ بلند کر دیا۔''

آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے منتخب کر کے آپ ﷺ کو راضی کر دیا۔ فرمایا:

﴿وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ ﴿٥﴾﴾ (الضحیٰ)

''اور عنقریب تمہارا رب تم کو اتنا دے گا کہ تم خوش ہو جاؤ گے۔''

اللہ تعالیٰ نے اپنی اطاعت کو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت سے ملا دیا ہے۔ اللہ نے اپنی محبت کو رسول اللہ ﷺ کی محبت سے جوڑ دیا ہے۔ جب تک کسی عمل کو رسول اللہ ﷺ عبادت نہ کہیں، وہ عبادت نہیں بن سکتا۔ جنت کا راستہ صرف آپ ﷺ کا طریقہ ہے۔ یہی طریقہ لوگوں کی ہدایت اور کامیابی کا سبب ہے، جس دن بھائی بھائی کا نہ ہوگا، ماں باپ نہیں پہچانیں گے، اولاد اور دوست کام نہیں آئیں گے' اس دن رسول اللہ ﷺ شفاعت (سفارش) کرینگے۔

جس شخصیت کی یہ صفتیں ہوں' یہ اخلاق ہوں تو فطرت بھی تقاضا کرتی ہے کہ اس سے محبت کی جائے، عقل بھی تقاضا کرتی ہے کہ اسے محبوب بنایا جائے اور ہمارے پیارے پیغمبر ﷺ میں تو یہ تمام خوبیاں اور اچھائیاں بدرجۂ اتم موجود تھیں۔ اسی لیے آپ ﷺ کی محبت فرض ہے اور ایمان کا لازمی رکن اور شرط ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ ۗ وَاللَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ ﴿٣١﴾﴾ (ال عمران)

''اے نبیؐ! لوگوں سے کہہ دو کہ، اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری پیروی اختیار کرو،

اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا۔'' اور فرمایا:

''اے نبیؐ! کہہ دو کہ اگر تمہارے باپ اور تمہارے بیٹے، اور تمہارے بھائی، اور تمہاری بیویاں اور تمہارے عزیز و اقارب اور تمہارے وہ مال جو تم نے کمائے ہیں، اور تمہارے وہ کاروبار جن کے ماند پڑ جانے کا تم کو خوف ہے اور تمہارے وہ گھر جو تم کو پسند ہیں، تم کو اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد سے عزیز تر ہیں تو انتظار کرو یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ تمہارے سامنے لے آئے، اور اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔'' (توبہ:24)

قاضی عیاض نے کہا ہے کہ یہ آیت اللہ کے رسول ﷺ کی محبت فرض ہونے کی بہت بڑی دلیل ہے۔ اور یہ بتاتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے محبت واجب ہے۔ اس محبت کو چھوڑ دینا انتہائی خطرناک ہے جو لوگ اپنے مال، اہل و عیال سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور رسول اللہ ﷺ سے بھی بڑھ کر کرتے ہیں۔

اور پھر فرمایا کہ یہ لوگ فاسق ہیں اور ساتھ ہی ایسے بدبخت ہیں جنہیں اللہ نے گمراہ کر دیا ہے، فرمایا:

﴿وَاللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ۝﴾ (التوبۃ)

''اللہ فاسق لوگوں کی رہنمائی نہیں کیا کرتا۔''

صحیح بخاری میں عبداللہ بن ہشام کی روایت ہے، ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اور آپ ﷺ نے عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا ہاتھ تھاما ہوا تھا، عمر رضی اللہ عنہ نے کہا! یا رسول اللہ! میں اپنی جان کے علاوہ سب سے بڑھ کر آپ ﷺ سے محبت کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک تم اپنے آپ سے بھی زیادہ مجھ سے محبت نہ کرو''۔ تو عمر رضی اللہ عنہ نے جلدی سے کہا: آپ ﷺ مجھے میری جان سے بھی زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اب بات بنی ہے عمر رضی اللہ عنہ۔''

صحیح بخاری میں سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اس وقت تک کوئی آدمی مومن نہیں ہو سکتا جب تک میں اس کے والدین، اس کی اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ اسے محبوب نہ ہو جاؤں۔''

یہ دلیل ہے کہ آپ ﷺ کی محبت ایمان کی بنیاد اور شریعت کا بہت بڑا فرض ہے۔ اس کے برعکس آپ ﷺ سے نفرت ایمان کو ختم کر دیتی ہے۔ انسان کے عقیدے میں خرابی آ جاتی ہے۔ آپ ﷺ سے مکمل محبت کامل ایمان کی نشانی ہے اور اس محبت میں کمی ایمان میں کمی اور نقص ہے۔

بندگانِ خدا! رسول اللہ ﷺ سے محبت کرنا اطاعت الٰہی ہے، اس اطاعت کے ذریعے اللہ کی رضا اور قرب حاصل کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانیاں ہیں اور ثبوت ہیں جو یہ واضح کرتے ہیں کہ محبت کے ان دعووں میں کتنی حقیقت اور سچائی ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ۝﴾ (ال عمران)

''اے نبیؐ! لوگوں سے کہہ دو کہ، اگر تم حقیقت میں اللہ سے محبت رکھتے ہو، تو میری پیروی اختیار کرو، اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمہاری خطاؤں سے درگزر فرمائے گا وہ بڑا معاف کرنے والا اور رحیم ہے۔''

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا دفاع کیا جائے، آپ ﷺ کی حمایت کی جائے اور آپ ﷺ کی سنت کی تبلیغ کی جائے۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی نشانیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کا دفاع کیا جائے، آپ ﷺ کی حمایت کی جائے اور آپ ﷺ کی سنت کی تبلیغ کی جائے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِيْرًا ۝ لِّتُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ تُعَزِّرُوْهُ وَ تُوَقِّرُوْهُ ؕ وَ تُسَبِّحُوْهُ بُكْرَةً وَّ اَصِيْلًا ۝﴾ (الفتح)

''اے نبیؐ! ہم نے تم کو شہادت دینے والا، بشارت دینے والا اور خبردار کر دینے والا بنا کر بھیجا ہے تاکہ اے لوگو! تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ اور اُس کا ساتھ دو، اس کی تعظیم و توقیر کرو اور صبح و شام اس کی تسبیح کرتے رہو۔''

آپ ﷺ کی حمایت، آپ ﷺ کی تائید، آپ ﷺ کی تکریم، عزت اور احترام میں ہے اور صحابہ کرام نے آپ ﷺ کی محبت اور احترام کی عملی مثالیں پیش کیں۔ ان کے دلوں میں خالص محبت تھی جو ان کے دل کی گہرائی سے ہوتی تھی۔ صحابہ کرام نے اپنے عملوں اور زبانوں سے اس کے ثبوت دیئے۔ اس محبت کے ثبوت کے طور پر انہوں نے ہر قیمتی اور اہم چیز کی قربانی بھی دی، سیدنا ابوطلحہ انصاری رضی اللہ عنہ نے غزوۂ احد کے موقع پر اپنے تیروں کا ترکش آپ ﷺ کے سامنے بکھیر دیا اور کہا: یا رسول اللہ! میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ رسول اللہ ﷺ جنگ میں شریک صحابہ کرام کو دیکھنے لگے تو ابوطلحہ نے کہا: یا رسول اللہ! آپ اس طرف نہ دیکھیں، کہیں آپ کو کوئی تیر نہ لگ جائے، ہم آپ کیلئے قربان ہونے کو بھی تیار ہیں۔

اگر ہم غزوہ احد کے موقع پر سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کو دیکھیں تو وہ اپنی ڈھال کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کر رہے تھے، ابو دجانہ کی پیٹھ پر مسلسل نیزے برس رہے تھے اور وہ آپ ﷺ کے سامنے اس طرح آ کر کھڑے ہو گئے کہ آپ ﷺ کی طرف آنے والے تمام وار اپنی کمر پر برداشت کر رہے تھے۔ سیدنا ابو دجانہ رضی اللہ عنہ کی پیٹھ زخموں سے بھر گئی تھی۔

سیدنا زید رضی اللہ عنہ کو سولی پر لٹکانے کیلئے لایا گیا۔ مشرکین مکہ نے زید سے کہا، اے زید! ہم تجھے قسم دے کر پوچھتے ہیں، کیا تو یہ بات پسند کرے گا کہ ہم تیری جگہ محمد ﷺ کو سولی پر لٹکا دیں اور تو آرام سے اپنے گھر میں بیٹھا رہے؟ سیدنا زید بن دثنہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''اللہ کی قسم! میں تو یہ بھی پسند نہیں کرتا کہ محمد ﷺ کو ایک کانٹا بھی چبھے اور میں آرام سے بیٹھا رہوں۔'' اللہ تعالیٰ ہمارے نبی سیدنا محمد ﷺ پر رحمت، سلامتی اور برکت نازل فرمائے اور صحابہ کرام پر راضی ہو جائے۔

بندگانِ خدا! سلف صالحین کی زندگیاں ایسے واقعات سے بھری پڑی ہیں۔ کاش آج بھی ایسی مثالیں ہمیں دیکھنے کو ملیں اور ہر مسلمان کو اللہ تعالیٰ آپ ﷺ سے ایسی محبت کرنے کی توفیق دے۔

آپ ﷺ سے محبت کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ پر کثرت سے درود و سلام بھیجا جائے، جو آدمی جس سے بہت محبت کرتا ہے وہ اس کا بہت زیادہ

ذکر بھی کرتا ہے۔ نبی ﷺ کے سب سے زیادہ قریب روزِ قیامت وہی لوگ ہوں گے جو آپ ﷺ پر کثرت سے درود وسلام بھیجتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی علامت یہ بھی ہے کہ آپ ﷺ کو دیکھنے کی خواہش رکھنا اور آپ ﷺ کی ملاقات کا شوق رکھنا، اور یہ دعا کرتے رہنا کہ اللہ تعالیٰ مجھے حالت ایمان پر نبی ﷺ سے ملائے اور جنت میں اللہ تعالیٰ مجھے آپ ﷺ کے ساتھ اکٹھا کرے۔ صحیح مسلم میں سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''امت میں سب سے زیادہ مجھ سے محبت کرنے والے ایسے لوگ ہوں گے جو میرے بعد آئیں گے اور وہ چاہیں گے کہ وہ اپنے اہل وعیال اور مال کے بدلے میں میری زیارت کرلیں۔

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی یہ نشانی بھی ہے کہ آپ ﷺ کی شان میں مبالغہ نہ کیا جائے' غلو نہ کیا جائے۔ کیونکہ مبالغہ محبت کی بجائے آپ ﷺ کی مخالفت ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ وَاتَّقُوا اللّٰهَ ۭ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ ۝﴾ (الحشر)

''جس چیز سے وہ تم کو روک دے اس سے رک جاؤ اللہ سے ڈرو، اللہ سخت سزا دینے والا ہے۔''

صحیح بخاری میں سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''میری تعریف میں اس طرح مبالغہ نہ کرنا جس طرح عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کیلئے مبالغہ کیا، میں صرف اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔''

رسول اللہ ﷺ سے محبت کی یہ بھی علامت ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت کا مطالعہ کیا جائے اور اس کی معلومات حاصل کی جائیں، کیونکہ آپ ﷺ کی محبت یہ تقاضا کرتی ہے کہ آپ ﷺ کی سیرت، آپ ﷺ کی زندگی، آپ ﷺ کی صفات، اور اخلاق کی معلومات حاصل کی جائیں، اگر کسی کی شخصیت کے بارے میں علم ہی نہیں ہوگا تو اس سے محبت کے دعوے میں صداقت نہیں رہے گی اور نہ ہی اس سے دفاع کیا جاسکے گا اور نہ ہی اس کی سنت کی حفاظت کی جاسکے گی۔

جب جانوروں اور جمادات کو آپ ﷺ کا تعارف ہوا تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے محبت کا اظہار کیا، کھجور کا تنا آپ ﷺ کی محبت میں چھوٹے بچے کی طرح رویا، پتھر آپ ﷺ کو سلام کیا کرتے تھے، محبت کا اظہار کرتے ہوئے احد پہاڑ ہلنے لگا اور آپ ﷺ کے ہاتھوں نحر ہونے کیلئے اونٹنیاں ایک دوسرے سے آگے بڑھ رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے چاند کی طرف اشارہ کیا تو وہ دو ٹکڑے ہوگیا اور یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے تھا۔

اے اللہ! آپ ﷺ کو ہماری آنکھوں کی ٹھنڈک بنا دے، آپ ﷺ کی محبت کو ہمارے دل کی گہرائی میں پختہ کر دے، اے رب العالمین! آپ ﷺ کی محبت ہمارے اہل وعیال اور ہماری جانوں سے بھی زیادہ کر دے اور ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق دے۔

دوسرا خطبہ

اے مسلم قوم! سچی محبت اور وفا کا تقاضا ہے کہ آپ ﷺ کی محبوب چیزوں سے بھی محبت کی جائے کیونکہ محبوب کی محبوب چیزوں سے محبت کرنا محبت کے سچے ہونے کی دلیل ہے۔ رسول اللہ ﷺ کی بیویوں کا احترام اور ان کی عزت و محبت ضروری ہے۔ صحابہ کرام اور اہل بیت کی محبت بھی بہت ضروری ہے اور یہ محبت آپ ﷺ کی محبت کے ساتھ جڑی ہوئی ہے جو کبھی علیحدہ نہیں ہوسکتی اور یہ حدیث نبوی کہ ''میرے صحابہ کرام کو برا بھلا نہ کہو'' کا تقاضا بھی ہے۔

مسلم اقوام! رسول اللہ ﷺ کی محبت اور اللہ کی محبت لازم وملزوم ہیں۔ اللہ کی طرف سے آنے والی وحی اور شریعت سے محبت بھی لازم ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ مقدس شہر بنایا' اسے منتخب کرکے اس کی قسم اٹھائی ہے۔ فرمایا:

﴿وَاَنْتَ حِلٌّۢ بِهٰذَا الْبَلَدِ ۝﴾ (البلد)

''اور حال یہ ہے کہ (اے نبیؐ) اِس شہر میں تم کو حلال کرلیا گیا ہے۔''

مکہ مکرمہ حرم ہے۔ ایسا شہر ہے جہاں پر آپ ﷺ پر وحی نازل ہوتی رہی، مکہ مکرمہ مسلمانوں کا قبلہ ہے' اسی شہر میں مسلمان حج ادا کرتے ہیں، مکہ مسلمانوں کے دلوں کی دھڑکن ہے۔ رسول اللہ ﷺ مکہ سے محبت کرتے تھے اور اس کی محبت کو اپنے دل میں چھپایا نہیں بلکہ علی الاعلان مکہ سے محبت کا اظہار فرمایا: مکہ سے محبت کا اظہار کرتے ہوئے آپ ﷺ کی آنکھوں سے پانی بہہ پڑا۔ آنسو چھلک پڑے اور آپ ﷺ نے سرزمین مکہ کو مخاطب کرکے فرمایا: ''اللہ کی قسم! روئے زمین پر تو مجھے محبوب ترین جگہ ہے، اگر مجھے یہاں سے نکلنے پر مجبور نہ کیا جاتا تو میں یہاں سے کبھی نہ نکلتا۔''

تمام مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ اس کی قدر ومنزلت اور حرمت کو جانیں اور جو بھی مکہ مکرمہ کے متعلق کوئی غلط ارادہ رکھتا ہے تو تمام مسلمانوں کو اس کے خلاف متحد ہو جانا چاہیے۔ بیت اللہ کی اللہ تعالیٰ حفاظت فرمائے گا۔ جو بھی مکہ میں ظلم وزیادتی کرنا چاہے گا یا اس کے تقدس کو پامال کرنا چاہے تو تمام مسلمانوں کو اس کے خلاف یکجا ہوجانا چاہیے۔

اے اہل اسلام! اللہ تعالیٰ نے مکہ مکرمہ کو ابدی (ہمیشہ کیلئے) حرمت عطا کی ہے۔ قرآن مجید کہتا ہے کہ اس شہر مقدس میں جرم وزیادتی کرنے والے کیلئے بہت گناہ ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

''جن لوگوں نے کفر کیا اور جو (آج) اللہ کے راستے سے روک رہے ہیں اور اُس مسجدِ حرام کی زیارت میں مانع ہیں جسے ہم نے سب لوگوں کے لیے بنایا ہے، جس میں مقامی باشندوں اور باہر سے آنے والوں کے حقوق برابر ہیں (اُن کی روش یقیناً سزا کی مستحق ہے) اِس (مسجدِ حرام) میں جو بھی راستی سے ہٹ کر ظلم کا طریقہ اختیار کرے گا اسے ہم درد ناک عذاب کا مزا چکھائیں گے۔'' (الحج:25)

مکہ مکرمہ کی خصوصیت ہے کہ جو اس میں ظلم و زیادتی اور جرم کرنے پر پرعزم ہوجائے تو اسے بھی برے انجام کا سامنا کرنا پڑے گا۔

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا ہے کہ مکہ مکرمہ میں کوئی جرم کا ارادہ کرے اور (یمن کے شہر) عدن میں بیٹھ کر بیت اللہ میں کسی کو قتل کا ارادہ کرے تو اللہ تعالیٰ اسے دردناک عذاب سے دو چار کرے گا۔ جب ابرہہ ہاتھیوں کا لشکر لے کر بیت اللہ کو ڈھانے آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر ابابیل پرندوں کو عذاب بنا کر بھیج دیا۔ جو ان پر پتھر پھینکتے رہے۔ بخاری ومسلم میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی حدیث ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ایک لشکر کعبہ کو گرانے کیلئے پیش قدمی کرے گا جب وہ ''بیدا'' نامی جگہوں پر ہوں گے تو اول سے آخر تک ان تمام کو زمین میں دھنسا دیا جائے گا۔

باقی صفحہ 21 پر

شرک اللہ تعالیٰ کو گوارا نہیں!

تحریر
جناب میاں محمد جمیل

شراکت کا لفظ شرک سے نکلا ہے جس کا عمومی مفہوم ایک دوسرے کے ساتھ شریک ہونا ہے۔ بے شک یہ شراکت تھوڑی ہو یا زیادہ، نام میں ہو یا کام میں، اخلاقی ہو یا نسبی، معاملات میں ہو یا اختیارات میں، اللہ تعالیٰ ہر قسم کی شراکت سے پاک اور منزہ ہے۔ اس کے ساتھ کسی انداز اور صورت میں شرک کرنا پرلے درجے کا ظلم اور جرم ہے۔ ارشادِ ربانی ہے:

﴿وَلِلّٰهِ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى فَادْعُوهُ بِهَا وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا يَعْمَلُونَ﴾ (الاعراف: ۸۰)

''اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں سو اُسے انہی کے ساتھ پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارے میں صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں' انہیں جلد ہی اس کی سزا دی جائے گی جو وہ کیا کرتے تھے۔''

''اور سب سے اچھے نام اللہ ہی کے ہیں سو اُسے انہی کے ساتھ پکارو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارے میں صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں' انہیں جلد ہی اس کی سزا دی جائے گی جو وہ کیا کرتے تھے۔''

ہر دور کے مشرکوں نے اللہ تعالیٰ کے اسماء وذات، عبادت اور احکام میں غلو اور شرک کا مظاہرہ کیا۔ یہ لوگ دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے شریک بنا کر نہ صرف اس کی صفات کو اپنے معبودوں میں تصور کرتے ہیں بلکہ ان کے نام بھی اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں پر رکھتے ہیں جو بدترین گناہ اور سنگین جرم ہے۔ سمجھانے کے باوجود یہ لوگ باز نہ آئیں تو بالآخر انہیں ان کی حالت پر چھوڑ دینا چاہیے یعنی ان سے قلبی دوری ہونی چاہیے۔ یہاں اس بات کا حکم دیا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنیٰ کے ساتھ پکارا کرو اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اللہ تعالیٰ کے ناموں میں الحاد کرتے ہیں۔ انہیں بہت جلد اپنے قول وفعل کی سزا دی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ''اللہ'' ہے۔ یہ ایسا عظیم المرتبت اور عظیم الرعب اسم عالی اور گرامی ہے جو صرف اور صرف خالقِ کائنات کی ذات کو زیبا اور اس کے لیے مختص ہے۔ یہ اس کا ذاتی نام ہے۔ اس اسم مبارک کے اوصاف اور خواص میں سے ایک خاصہ یہ بھی ہے کہ کائنات میں انتہا درجے کے کافر، مشرک اور بدترین باغی انسان ہوئے ہیں اور ہوں گے۔ جن میں اپنے آپ کو حاجت روا' مشکل کشا اور موت وحیات کا مالک ہونے کا دعویٰ کرنے والے یہاں تک کہ ﴿أَنَا رَبُّكُمُ الْأَعْلَى﴾ کہلوانے والے بھی ہوئے ہیں۔ مگر ذاتِ کبریاء کے نام کی جلالت و ہیبت کی وجہ سے کوئی اپنے آپ کو ''اللہ'' کہلوانے کی جرأت نہیں کر سکا اور نہ کر سکے گا۔ مکہ کے مشرک اپنے بتوں کو سب کچھ مانتے اور کہتے تھے لیکن وہ بتوں کو ''اللہ'' کہنے کی جرأت نہیں کر سکے تھے۔ اللہ ہی انسان کا ازلی اقرار اور اس کی فطرت کی آواز ہے جس بنا پر ہر کام بِسْمِ اللّٰهِ سے شروع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ یہ اسم مبارک اپنے آپ میں خالقیت، الوہیت، جلالت و صمدیت، رحمٰن و رحیمیت کا ابدی اور سرمدی عقیدہ لیے ہوئے ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا ذاتی اسم عالی ۲۶۹۷ مرتبہ وارد ہوا ہے۔ جہاں تک اللہ تعالیٰ کے صفاتی ناموں کا تعلق ہے ان کی دو اقسام ہیں: ایک نام وہ ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں۔ دوسرے وہ ہیں جن میں سے کوئی نام کسی آدمی کا بھی رکھا جا سکتا ہے۔ مثلاً کریم ہے بہتر تو یہ ہے کہ یہ نام بھی عبدالکریم ہونا چاہیے تاہم کوئی صرف کریم نام رکھنا چاہے تو رکھ سکتا ہے کیونکہ کریم کا معنیٰ درگزر کرنے والا اور سخی ہے جو کسی آدمی کی صفت اور نام بھی ہو سکتا ہے۔ لیکن انسان کی کریمی اور اللہ تعالیٰ کی کریمی میں زمین و آسمانوں سے زیادہ فرق ہے۔ اس آیت مبارکہ میں اللہ تعالیٰ کو اس کے اسمائے حسنہ کے ساتھ پکارنے کا حکم دے کر یہ تلقین فرمائی ہے کہ:

﴿وَذَرُوا الَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِي أَسْمَائِهِ﴾

''اور ان لوگوں کو چھوڑ دو جو اس کے ناموں کے بارے میں صحیح راستے سے بھٹکے ہوئے ہیں۔''

اس کے نام میں الحاد کی ایک صورت یہ ہے کہ جو نام اللہ تعالیٰ کے لیے خاص ہیں وہ کسی زندہ یا مردہ کا نام رکھا جائے جس طرح آج کل بعض مسلمان جہالت کی بناء پر کسی جنرل سٹور کا نام الرحیم یا الرحمٰن رکھتے ہیں۔ حدیث نبوی ﷺ ہے:

[عَنْ اَبِی هُرَيْرَةَ رضی اللہ عنہ رِوَايَةً قَالَ لِلّٰهِ تِسْعَةٌ وَتِسْعُونَ اسْمًا مِائَةٌ إِلَّا وَاحِدًا لَا يَحْفَظُهَا اَحَدٌ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ وَهُوَ وِتْرٌ يُحِبُّ الْوِتْرَ.]

[رواه البخاری: باب لله مائة اسم غير واحد]

سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام ہیں جو کوئی انہیں یاد کر لے گا جنت میں داخل ہو گا۔ اللہ ایک ہے اور وہ اکائی کو پسند کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے نام یاد کرنے سے مراد صرف حفظ کرنا نہیں بلکہ ان کے مطابق انسان کا عقیدہ اور عقیدے کے مطابق اس کا عمل بھی ہونا چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْأَسْمَاءُ الْحُسْنَى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ وَهُوَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ﴾

''وہ اللہ ہی ہے جو ہر چیز کو ابتدا سے پیدا کرنے والا اور اس کو نافذ کرنے والا اور اس کے مطابق صورتیں بنانے والا ہے، اس کے بہترین نام ہیں' جو بھی چیز آسمانوں اور زمین میں ہے وہ اس کی تسبیح کر رہی ہے، وہ زبردست اور بڑی حکمت والا ہے۔''

اللہ تعالیٰ کو اپنی ذات اور صفات میں شرک گوارہ نہیں

ذاتِ کبریاء کا فرمان ہے:

﴿اللّٰهُ الصَّمَدُ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ﴾

''اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے''

اس فرمان کے باوجود یہودی اور عیسائی یاوہ گوئی کرتے ہیں:

﴿وَ قَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ نِ ابْنُ اللّٰهِ وَ قَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ﴾ (التوبہ:۳۰)

''یہودیوں نے کہا عزیر اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ نے کہا مسیح اللہ کا بیٹا ہے' یہ ان کی اپنی بنائی ہوئی باتیں ہیں' وہ ان لوگوں جیسی باتیں کرتے ہیں جنہوں نے ان سے پہلے کفر کیا ''اللہ'' انہیں غارت کرے کہ یہ کدھر بہکائے جارہے ہیں۔''

یہودی حضرت عزیرؑ کو ''اللہ'' کا بیٹا قرار دیتے ہیں اور ان کا عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کچھ اختیارات اپنے بیٹے عزیرؑ کو دے رکھے ہیں۔

یہودیوں سے ایک قدم آگے بڑھ کر عیسائی کہتے ہیں کہ ''اللہ'' کی خدائی کی تکمیل مریم اور عیسیٰ علیہما السلام کو ملا کر ہوتی ہے جسے وہ تثلیث کا نام دیتے ہیں، ان کے عقیدے کی یوں تردید کی گئی ہے:

﴿لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ وَ قَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَ مَاْوٰىهُ النَّارُ وَ مَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ﴾ (المائدۃ:۷۲)

''بلاشبہ وہ لوگ کافر ہوگئے جنہوں نے کہا کہ مسیح اللہ ہے جو مریم کا بیٹا ہے، حالانکہ مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل! اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمہارا رب ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ جو اللہ کے ساتھ شرک کرے گا یقیناً اس پر اللہ نے جنت حرام کردی ہے اور اس کا ٹھکانہ آگ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

اللہ تعالیٰ زمین وآسمانوں اور ہر چیز کا بلاشرکتِ غیرے مالک ہے وہ اپنی بادشاہی میں کسی کی کسی اعتبار سے شرکت گوارہ نہیں کرتا

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا﴾

''اور فرما دیجیے کہ تمام تعریفات اللہ کے لیے ہیں جس کی کوئی اولاد نہیں اور نہ ہی اس کی بادشاہی میں کوئی شریک ہے اور نہ عاجز ہو جانے کی وجہ سے کوئی اس کا حمایتی ہے اور اس کی بڑائی بیان کر، خوب بڑائی بیان کیا کرو۔''

﴿تَبٰرَكَ الَّذِيْ بِيَدِهِ الْمُلْكُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرُ ۝ الَّذِيْ خَلَقَ الْمَوْتَ وَالْحَيٰوةَ لِيَبْلُوَكُمْ اَيُّكُمْ اَحْسَنُ عَمَلًا وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْغَفُوْرُ ۝﴾ (الملک:۱،۲)

''بڑی بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں کائنات کی بادشاہی ہے اور وہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔ اس نے موت اور زندگی کو پیدا کیا تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرنے والا ہے، وہ زبردست اور درگزر فرمانے والا ہے۔''

ارشاد ربانی ہے:

﴿الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَيْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِيْرًا ۝﴾ (الفرقان:۲)

''اللہ'' ہی کے لیے زمین وآسمانوں کی بادشاہی ہے اس نے کسی کو اپنی اولاد نہیں بنایا۔ بادشاہی میں اس کے ساتھ کوئی شریک نہیں، اس نے ہر چیز کو پیدا کیا' پھر اس کی تقدیر مقرر کی فرمائی۔''

چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

﴿اِنَّمَآ اَمْرُهٗٓ اِذَآ اَرَادَ شَيْـًٔا اَنْ يَّقُوْلَ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۝ فَسُبْحٰنَ الَّذِيْ بِيَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَيْءٍ وَّاِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ﴾ (یٰس:۸۲،۸۳)

''وہ جب کسی چیز کا ارادہ کرتا ہے تو اسے حکم دیتا ہے کہ ہو جا' تو وہ اسی طرح ہو جاتی ہے۔ پاک ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا کلی اقتدار ہے اور اسی کی طرف تم پلٹ کر جانے والے ہو۔''

ملک سے مراد ساری کائنات اور اس کی بادشاہی ہے۔ اس فرمان میں بیک وقت مادہ پرست سائنسدانوں اور مشرکانہ عقائد رکھنے والوں کی تردید کی گئی ہے۔ کئی سائنسدان سمجھتے ہیں کہ یہ کائنات بگ بینگ کے ذریعے خود بخود معرضِ وجود میں آئی اور اسے کوئی بنانے اور چلانے والا نہیں۔ مشرک یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کائنات کا نظام چلانے کے لیے کچھ اختیارات دوسری ہستیوں کو بھی سونپ رکھے ہیں۔ ان کی تردید کے لیے فرمایا کہ بابرکت ہے وہ ذات جس کے ہاتھ میں پوری کائنات اور اس کی بادشاہی ہے۔ کائنات کا نظام چلانے کے لیے نہ اس کا کوئی معاون ہے اور نہ مددگار، اسے کسی کی معاونت کی ضرورت نہیں کیونکہ وہ ہر چیز پر کلی اقتدار اور پورا اختیار رکھتا ہے۔ اسی نے موت اور زندگی پیدا فرمائی ہے تاکہ تمہیں آزمائے کہ تم میں سے کون اچھے عمل کرتا ہے۔ وہ ظالموں پر غلبہ پانے والا اور نیک بندوں کو معاف کرنے والا ہے۔ کوئی چیز نہ اپنی مرضی سے پیدا ہوتی ہے اور نہ ''اللہ'' کے حکم کے بغیر کسی کو موت آتی ہے۔ اس نے عدم کے بعد زندگی اور زندگی کے بعد موت کا سلسلہ اس لیے جاری کیا ہے تاکہ وہ آزمائے کہ کون بہتر عمل کرتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے حکم اور قانون میں بھی کسی کی شرکت گوارا نہیں کرتا:

ارشاد باری ہے:

﴿مَا لَهُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا يُشْرِكُ فِيْ حُكْمِهٖٓ اَحَدًا﴾ (الکہف:۲۶)

''اللہ تعالیٰ کے سوا مجرموں کا کوئی مددگار ہے اور نہ وہ اپنے حکم میں کسی کو شریک کرتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ جس طرح اپنی ذات اور صفات میں وحدہ لاشریک ہے اسی طرح کائنات کا خالق ومالک ہونے کے ساتھ واحد حاکم ہے۔ اس سے بہتر کوئی حاکم نہیں اور نہ ہی اس کے قانون جیسا کوئی قانون بنا سکتا ہے' اس کے ہر حکم میں حکمتیں پنہاں ہوتی ہیں۔ اس لیے اس کا ارشاد ہے کہ اس کے بندوں پر اسی کا حکم چلنا چاہیے۔

﴿اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ﴾ (التین:۸)

''کیا اللہ سب حاکموں سے بڑا حاکم نہیں؟''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ﴾ [المائدۃ:۴۴]

''جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ کافر ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ﴾ [المائدۃ:۴۵]

''جو اللہ کے نازل کردہ حکم کے مطابق فیصلے

نہیں کرتے وہ ظالم ہیں۔''

﴿وَمَنْ لَمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللَّهُ فَأُولَئِكَ هُمُ الْفَاسِقُونَ﴾ [المائدة:٤٧]

جو اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے وہ فاسق ہیں۔''

اللہ تعالیٰ اپنی عبادت میں بھی شرک گوارہ نہیں کرتا:

﴿قُلْ إِنَّمَا أَنَا بَشَرٌ مِثْلُكُمْ يُوحَى إِلَيَّ أَنَّمَا إِلَهُكُمْ إِلَهٌ وَاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُو لِقَاءَ رَبِّهِ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِ أَحَدًا﴾

''اے نبی! فرمادیں کہ میں تو تمہاری طرح کا ایک انسان ہوں' میری طرف وحی کی جاتی ہے کہ تمہارا معبود بس ایک ہی معبود ہے پس جو کوئی اپنے رب کی ملاقات کا امیدوار ہے' اسے چاہیے کہ نیک عمل کرے اور عبادت میں اپنے رب کے ساتھ کسی اور کو شریک نہ کرے۔'' (الکھف:١١٠)

﴿وَلَا تَدْعُ مَعَ اللَّهِ إِلَهًا آخَرَ لَا إِلَهَ إِلَّا هُوَ كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ إِلَّا وَجْهَهُ لَهُ الْحُكْمُ وَإِلَيْهِ تُرْجَعُونَ﴾ (القصص:٨٨)

''اور اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو نہ پکارو۔ اس کے سوا کوئی معبود نہیں' اس کی ذات کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے۔ حکمرانی اسی کی ہے اور اسی کی طرف تم سب لوٹائے جانے والے ہو۔''

اللہ تعالیٰ اپنی ذات، صفات میں منفرد اور یکتا اور اختیارات میں خودمختار ہے' وہ کسی کے تعاون کا محتاج نہیں۔ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں' وہی حاجت روا مشکل کشا ہے۔ جو شخص اپنے رب کی ملاقات پر یقین اور اس کی امید رکھتا ہے تو اسے چاہیے کہ صالح اعمال کرے اور اپنے رب کی بندگی میں کسی کو کسی حوالے سے بھی شریک سمجھے اور نہ بنائے۔ یہی انبیاء کرام کی دعوت اور انسان کی تخلیق کا مقصد ہے۔

﴿وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ﴾

''میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔''

﴿وَمَا أَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَسُولٍ إِلَّا نُوحِي إِلَيْهِ أَنَّهُ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا فَاعْبُدُونِ﴾

''ہم نے آپ سے پہلے جو بھی رسول بھیجے ان کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں' سو تم میری ہی بندگی کرو۔''

﴿وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِي كُلِّ أُمَّةٍ رَسُولًا أَنِ اعْبُدُوا اللَّهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوتَ فَمِنْهُمْ مَنْ هَدَى اللَّهُ وَمِنْهُمْ مَنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ الضَّلَالَةُ فَسِيرُوا فِي الْأَرْضِ فَانْظُرُوا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِينَ﴾

''اور یقیناً ہم نے ہر امت میں ایک رسول بھیجا کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔ ان میں سے کچھ وہ تھے جنہیں اللہ نے ہدایت دی اور کچھ وہ تھے جن پر گمراہی ثابت ہوگئی۔ پس زمین میں چل، پھر کر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیسا انجام ہوا۔''

اللہ تعالیٰ حق بات سمجھنے اور اس پر عمل کی توفیق دے۔ آمین!

بقیہ علامہ اقبال عظیم اسلامی مفکر

مدہم سی شکل میں باقی رہ گیا تھا۔

عالمی اخوت کا پیغام' عمل پیہم' ارتقاء انسانی کا پیغام' سعی مسلسل کا پیغام' وحدت فکر کا پیغام۔

دوسرا دور:

تین برس کے مختصر سے عرصے کا یہ دور جو شاعر کی زندگی میں ایک زبردست انقلاب کا باعث بنا' ١٩٠٥ء سے شروع ہو کر ١٩٠٨ء میں ختم ہوتا ہے۔ قیام یورپ کا یہ زمانہ گو مختصر ہے مگر مشرق و مغرب کے فلسفہ کے ٹکراؤ نے ذہن پر ایک عجیب سی کیفیت طاری کر دی ہے۔ مارچ ١٩٠٧ء کا یہ شعر کسی حد تک اس کی ترجمانی کرتا ہے:

نہ پوچھ اقبال کا ٹھکانہ ابھی وہی کیفیت ہے اس کی
کہیں سرِ راہ گذار بیٹھا ستم کش انتظار ہو گا!

علامہ اقبال کو اب وطنیت کا تصور کسی طرح نہیں بھاتا بلکہ ملت اسلامیہ سے اُس بڑھتا جا رہا ہے۔ پہلے اردو میں کہنے کی طرف رجحان تھا لیکن اب فارسی میں اظہار خیال کو زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ پہلے سادہ مضامین باندھتے تھے لیکن اب عمق پسند نظر آتے ہیں۔ اس دور کی بعض مشہور غزلیں یہ ہیں:

نوائے غم' انسان' حقیقت حسن' پیام عشق' جلوہ حسن' پیام عشق کے چند اشعار ؎

گئے وہ ایام اب زمانہ نہیں ہے صحرا نوردیوں کا
جہاں میں مانند شمع سوزاں میان محفل گذار ہو جا
وجود افراد کا مجازی ہے ہستی قوم ہے حقیقی
فدا ہو ملت پہ یعنی آتش زن طلسم مجاز ہو جا
یہ ہند کے فرقہ ساز اقبال' آزری کر رہے ہیں گویا
بچا کے دامن بتوں سے اپنا' غبار راہِ حجاز ہو جا

تیسرا دور:

یہ دور ١٩٠٨ء کے بعد سے شروع ہوتا ہے۔ وہ یورپ کے تین سالہ قیام کے بعد ہندوستان واپس آ گئے۔ تراکیب میں عمدگی اور کلام میں شیرینی بڑھ گئی۔ اب ان کے کلام کی شہرت بھی صرف ہندوستان تک محدود نہیں بلکہ دور دراز کے ممالک بھی ان کے کلام سے متعارف ہو چکے ہیں۔ فارسی کے کلام پر مزید غلبہ حاصل کر لیا' اردو اشعار میں بھی جا بجا فارسی تراکیب ہیں۔ اس زمانے کی مشہور کتابیں: ''اسرار خودی''۔ ''رموز بے خودی'' اور ''پیام مشرق'' کے علاوہ چند مشہور نظمیں یہ ہیں:

طلوع اسلام کے چند اشعار ؎

مسلماں کو مسلماں کر دیا طوفان مغرب نے
تلاطم ہائے دریا ہی سے ہے گوہر کی سیرابی
عطا مومن کو پھر درگاہ حق سے ہونے والا ہے
شکوہ ترکمانی ذہن ہندی نطق اعرابی
اثر کچھ خواب کا غنچوں میں ہے باقی تو اے بلبل
نوا را تلخ تر می زن چو ذوق نغمہ کم یابی

علامہ اقبالؒ مشرقی فلسفے کے اس ترجمان نے کیمبرج یونیورسٹی کے پروفیسر نکلسن سے یہ خراج تحسین حاصل کیا:

''آج کے ہندوستان کے مسلمان شاعروں میں اقبال پہاڑ پر کھڑے ہیں اور تنہا نغمہ سرائی کر رہے ہیں۔''

یہ وہی مسٹر آر اے نکلسن ہیں جنہوں نے اسرار خودی کا اردو ترجمہ کر کے اہل انگلستان اور اہل امریکہ کو اقبال کی شخصیت سے متعارف کرایا۔ یہ اقبالؒ کی شاعری کا وہ عروج تھا جو اس وقت کے کسی اردو شاعر کو نصیب نہ ہوا۔ یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر دور میں ہر جگہ اپنے ایسے بندے پیدا کرتا رہتا ہے جو اس کے دین کی تجدید و تبلیغ اپنے اپنے انداز سے کرتے رہتے ہیں۔ ایسی شخصیات صدیوں بعد پیدا ہوتی ہیں لیکن ایسے عظیم انسانوں سے دنیا کبھی خالی نہیں رہتی۔

علامہ اقبالؒ عالم اسلام کے ایک نامور شاعر' مفکر اور تصور پاکستان پیش کرنے والے مسلمانوں کے عظیم رہنما تھے جنہوں نے اپنی شاعری سے مسلمانوں کے اندر جذبۂ ایمانی پیدا کر کے انہیں ان کا اصل مقام یاد دلایا۔

مسئلہ سر کے بالوں کا

تحریر: جناب غلام مصطفیٰ ظہیر امن پوری

اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہیں جن میں ہیئت، شکل و صورت بھی ہے اور حسن و جمال بھی۔ حبِ رسول کے تقاضوں کو پورا کرتے ہوئے جہاں اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی حاصل کرنا ہے وہاں قیام دین اور غلبہ اسلام کی بہترین کوشش بھی ہے۔

آج کے مسلمان کفار کی وضع قطع اور تہذیب و تمدن کے دلدادہ ہیں۔ جب سے انہوں نے اپنے عملی امتیازات کو کھو دیا ہے مجبور و مقہور ہو کر رہ گئے ہیں، اپنا مذہبی تشخص اور اسلامی شعار کھو بیٹھے ہیں۔ ان کے اور اللہ کے باغیوں کے مابین ظاہری فرق و تمیز ختم ہو گئی ہے۔

مسلمانوں کی غفلت و سرکشی اور بدعملی کا یہ عالم ہے کہ فطرت پرست انسان انہیں ایک نظر نہیں بھاتا۔ مغلوبیت کے ماروں نے کفار کی دیکھا دیکھی مسنون بالوں سے نفرت شروع کر دی ہے، کفار بالوں سے نفرت بھی کرتے ہیں اور بالوں سے ڈرتے بھی ہیں۔ گو بالوں کا تعلق عبادت سے نہیں معاملات سے ہے لیکن بال رکھنے میں رسول اللہ ﷺ کا طریقہ اختیار کرنا مستحب ضرور ہے۔ یہ بھی یاد رہے کہ کفار کی مشابہت میں الٹے سیدھے بال رکھنا کسی صورت درست نہیں ہے۔

افسوس کہ یہ ہے کہ بعض ناصبے مذہبی قسم کے لوگ بھی بال دار نوجوانوں کو سختی کے ساتھ بال کٹوانے کا حکم دیتے نظر آتے ہیں، حالانکہ سنت اور اس کی ترغیب ہونی چاہیے۔

بعض احباب یہ کہتے سنائی دیتے ہیں کہ بڑے بالوں کو سنوارنا مشکل ہے اور اس سے طالب علم کا حرج ہوتا ہے۔ لیکن یہ ہم ہے، کیوں کہ دین آسان ہے اور فطرت کے عین مطابق ہے۔ ہمارا مشاہدہ ہے کہ چھوٹے بال سنوارنا قدرے مشکل ہے، بلکہ ان کے سنوارنے میں زیادہ اخراجات کرتے ہیں اور وقت کا ضیاع ہے۔

مسلمان گھرانوں میں بچپن ہی سے اسلامی آداب معاشرت سکھانے چاہئیں تاکہ بڑے ہو کر اسلامی شعار اور اسلامی طرز زندگی اپنائیں اور یہودی دنیا کے سامنے اسلامی تہذیب و اقدار کا بہترین نمونہ پیش کر سکیں۔

رسول اللہ ﷺ کے بال مبارک:

رسول اللہ ﷺ کے بال تین طرح کے تھے:

① جُمَّہ ..... کندھوں پر لٹکتی زلفیں۔

② لِمَّہ ..... کانوں کی لو سے بڑھی ہوئی زلف۔

نوٹ: لِمَّہ اور جمہ ایک دوسرے کے معنی میں بھی مستعمل ہیں۔

③ وَفْرہ ..... کانوں کی لو تک پہنچی ہوئی زلفیں۔

معروف لغوی امام حافظ نووی رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

[قَالَ أَهْلُ اللُّغَةِ: الْجُمَّةُ أَكْثَرُ مِنَ الْوَفْرَةِ، فَالْجُمَّةُ: الشَّعْرُ الَّذِي نَزَلَ إِلَى الْمَنْكِبَيْنِ، وَالْوَفْرَةُ: مَا نَزَلَ إِلَى شَحْمَةِ الْأُذُنَيْنِ، وَاللِّمَّةُ: الَّتِي لَمَّتْ بِالْمَنْكِبَيْنِ]

''اہل لغت کہتے ہیں کہ جُمَّہ بال وَفرہ سے بڑے ہوتے ہیں۔ جمہ کندھوں پر لٹکتے بالوں کو کہتے ہیں، وفرہ وہ جو کانوں کی لو تک پہنچیں اور لِمَّہ سر کے بالوں کو کہتے ہیں۔'' (شرح صحیح مسلم: 285/2)

نبی اکرم ﷺ کے مبارک بالوں کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں:

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

[إِنَّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ كَانَ يَضْرِبُ شَعْرُهُ مَنْكِبَيْهِ]

''رسول اللہ ﷺ کے بال مونڈھوں کو چھوتے تھے۔'' (صحیح مسلم: 95/2338)

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

[إِنَّ جُمَّتَهُ لَتَضْرِبُ قَرِيبًا مِّنْ مَّنْكِبَيْهِ]

''آپ ﷺ کے جُمَّہ کندھوں کے قریب پہنچتے تھے۔'' (صحیح البخاري: 5901)

❁ سنن نسائی (5063) کی روایت میں ہے:

[وَرَأَيْتُ لَهُ لِمَّةً تَضْرِبُ قَرِيبًا مِّنْ مَّنْكِبَيْهِ.]

''میں نے آپ ﷺ کے لِمَّہ بال دیکھے جو کندھوں کے قریب تھے۔''

❁ ایک روایت میں ہے:

[شَعْرُهُ يَضْرِبُ مَنْكِبَيْهِ.]

''آپ ﷺ کے بال کندھوں کو چھوتے تھے۔''

(صحیح مسلم: 92/2337)

❁ قتادہ رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں: میں نے سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے رسول اللہ ﷺ کے بالوں کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے فرمایا:

[كَانَ شَعَرًا رَجِلًا، لَيْسَ بِالْجَعْدِ وَلَا السَّبْطِ، بَيْنَ أُذُنَيْهِ وَعَاتِقِهِ.]

''آپ ﷺ کے بال نہ بالکل سیدھے تھے نہ بالکل گھنگریالے۔ وہ آپ ﷺ کے کانوں اور کندھوں کے درمیان پڑتے تھے۔'' (صحیح مسلم)

مسند ابو یعلیٰ (وسندہٗ صحیح) کے الفاظ یہ ہیں:

[بَيْنَ الْجِيدِ وَعَاتِقِهِ.]

''گردن اور کندھوں کے درمیان تھے۔''

❁ سیدنا براء بن عازب رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

[لَهُ شَعَرٌ يَبْلُغُ شَحْمَةَ أُذُنَيْهِ.]

''آپ ﷺ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔''

❁ صحیح مسلم میں یوں ہے:

[عَظِيمُ الْجُمَّةِ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.]

''آپ ﷺ کے بڑے بڑے جمہ بال تھے جو کانوں کی لو تک تھے۔''

❁ سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کا بیان ہے:

[كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى أَنْصَافِ أُذُنَيْهِ.]

''رسول اللہ ﷺ کے بال کانوں کے وسط تک تھے۔'' (صحیح مسلم: 96/2338)

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی بیان کرتے ہیں:

[كَانَ شَعَرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ إِلَى شَحْمَةِ أُذُنَيْهِ.]

''رسول اللہ ﷺ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔''

(سنن أبي داود: 4185، سنن النسائي: 5064، وسندہٗ صحیح)

❁ سیدنا انس رضی اللہ عنہ ہی سے روایت ہے:

[إِنَّ النَّبِيَّ ﷺ كَانَ يُجَاوِزُ شَعْرُهُ أُذُنَيْهِ.]

''نبی اکرم ﷺ کے بال کانوں سے بڑھے ہوئے تھے۔'' (مسند الإمام أحمد: 142/3، وسندہٗ صحیح)

❁ ابورمثہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

میں والدگرامی کے ساتھ نبی اکرم ﷺ کے خدمت میں حاضر ہوا۔ جب میرے والد صاحب نے مجھے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں تو میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔

[وَكُنْتُ أَظُنُّ رَسُولَ اللّٰهِ ﷺ شَيْئًا لَا يُشْبِهُ النَّاسَ، فَإِذَا بَشَرٌ لَهُ وَفْرَةٌ، وَبِهَا رَدْعٌ مِنْ حِنَاءٍ.]

''میرا خیال تھا کہ رسول اللہ ﷺ لوگوں جیسے نہیں ہوں گے، لیکن اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ آپ ﷺ تو بشر ہیں۔ آپ کے بال کانوں کی لو تک تھے اور انہیں مہندی لگی ہوئی تھی۔''

(مسند الإمام أحمد: 226/2-228، وسندہٗ صحیح، وصححہ ابن حبان: 5995، والحاکم: 425/2، ووافقہ الذہبي)

❁ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں:

[كَانَ شَعْرُ رَسُولِ اللّٰهِ ﷺ فَوْقَ الْوَفْرَةِ وَدُونَ الْجُمَّةِ.]

''رسول اللہ ﷺ کے بال وفرہ (کانوں کی لو) سے زیادہ اور جمہ (کندھوں) سے کم تھے۔'' (سنن أبي داود: 4187، وسندہٗ حسن)

سنن ترمذی (1755، وقال: حسن صحیح غریب) اور شمائل ترمذی (24، وسندہٗ حسن) میں یہ الفاظ ہیں:

[فَوْقَ الْجُمَّةِ وَدُونَ الْوَفْرَةِ.]

''آپ ﷺ کے بال جمہ سے زیادہ اور وفرہ سے کم تھے۔''

شارحِ صحیح بخاری، حافظ ابن حجر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

[وَجَمَعَ بَيْنَهُمَا شَيْخُنَا فِي شَرْحِ التِّرْمِذِيِّ بِأَنَّ الْمُرَادَ بِقَوْلِهِ: فَوْقَ وَدُونَ بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْمَحَلِّ، وَتَارَةً بِالنِّسْبَةِ إِلَى الْكَثْرَةِ وَالْقِلَّةِ، فَقَوْلُهُ: فَوْقَ الْجُمَّةِ، أَيْ أَرْفَعُ فِي الْمَحَلِّ، وَقَوْلُهُ: دُونَ الْجُمَّةِ، أَيْ فِي الْقَدْرِ، وَكَذَا بِالْعَكْسِ، وَهُوَ جَمْعٌ جَيِّدٌ ... .]

''ان الفاظ کے مابین ہمارے شیخ نے سنن ترمذی کی شرح میں یوں تطبیق دی ہے کہ زیادہ یا کم کے الفاظ ایک دفعہ جگہ کے اعتبار سے بولے گئے اور دوسری دفعہ قلت وکثرت کے اعتبار سے۔ یعنی جمہ سے اوپر تھے جگہ کے اعتبار سے اور جمہ سے کم تھے مقدار میں۔ اسی طرح بالعکس بھی۔ یہ اچھی تطبیق ہے۔۔۔'' (فتح الباري: 358/10)

نیز دیکھیں قوت المغتذي علی جامع الترمذي للسیوطي (443/1)۔

تنبیہ:

بعض صوفی اور ملنگ لمبے لمبے بال رکھتے ہیں حتی کہ کمر تک جا پہنچتے ہیں، یہ عمل درست نہیں۔ شریعت نے ایسے بالوں کو پسندیدگی کی نظر سے نہیں دیکھا، جیسا کہ:

❁ سیدنا وائل بن حجر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں:

[رَآنِي النَّبِيُّ ﷺ، وَلِيَ شَعَرٌ طَوِيلٌ، فَقَالَ: «ذُبَابٌ، ذُبَابٌ»، فَانْطَلَقْتُ، فَاحْتَزَزْتُهُ، فَرَآنِي النَّبِيُّ ﷺ، فَقَالَ: «إِنِّي لَمْ أَعْنِكَ، وَهٰذَا أَحْسَنُ».]

''نبی اکرم ﷺ نے مجھے دیکھا تو میرے لمبے بال تھے۔ فرمایا: مصیبت، مصیبت۔ میں گیا اور کچھ بال کاٹ دیے۔ نبی اکرم ﷺ نے دیکھا تو فرمایا: میری یہ مراد نہیں تھی، بہرحال بہتر ہے۔''

(سنن أبي داود: 4190، سنن النسائي: 5055، سنن ابن ماجہ: 3636، وسندہٗ صحیح)

❁ سیدنا ابو درداء رضی اللہ عنہ نے صحابی رسول سیدنا سہل بن حنظلیہ رضی اللہ عنہ سے کہا: کچھ ایسا بتائیں جو ہمیں فائدہ دے تو فرمایا:

[قَالَ لَنَا رَسُولُ اللّٰهِ ﷺ: «نِعْمَ الرَّجُلُ خُرَيْمٌ الْأَسَدِيُّ، لَوْلَا طُولُ جُمَّتِهِ وَإِسْبَالُ إِزَارِهِ»، فَبَلَغَ ذٰلِكَ خُرَيْمًا، فَعَجِلَ، فَأَخَذَ شَفْرَةً، فَقَطَعَ بِهَا جُمَّتَهُ إِلَى أُذُنَيْهِ، وَرَفَعَ إِزَارَهُ إِلَى أَنْصَافِ سَاقَيْهِ.]

''ہمیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خریم اسدی بھی کیا خوب ہیں، اگر ان کے بال زیادہ لمبے نہ ہوں اور شلوار ٹخنوں سے نیچے نہ ہو۔ یہ بات خریم اسدی رضی اللہ عنہ کو پہنچی تو انہوں نے جلدی سے قینچی لی، بال کانوں تک کاٹ دیے اور شلوار نصف پنڈلی تک اٹھالی۔''

(سنن أبي داود: 4089، مسند الإمام أحمد: 180/4، المستدرک علی الصحیحین للحاکم: 184/4، وسندہٗ حسن)

اس حدیث کو امام حاکم رحمہ اللہ نے ''صحیح الاسناد'' اور حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے ''صحیح'' قرار دیا ہے۔

اس حدیث کا راوی ہشام بن سعد جمہور کے نزدیک ''موثق، حسن الحدیث'' ہے۔

کندھوں تک بال رکھنا رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہیں، لہٰذا یہاں بالوں کی ناپسندیدہ لمبائی سے مراد کندھوں سے بھی بڑھے ہوئے بال ہیں۔

معلوم ہوا کہ کندھوں تک بال رکھنا جائز و مستحب اور اس سے بڑے بال ناپسندیدہ ہیں۔

تنبیہ:

سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا سے منسوب ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ تشریف لائے:

[وَلَهُ أَرْبَعُ غَدَائِرَ، تَعْنِي عَقَائِصَ.]

''آپ ﷺ کے بالوں کی چار مینڈھیاں تھیں۔''

(سنن أبي داود: 4191، سنن الترمذي: 1781، الشمائل للترمذي: 31، سنن ابن ماجہ: 3631)

سند ''ضعیف'' ہے، ابن ابو نجیح ''مدلس'' ہیں اور بصیغۂ ''عن'' روایت کر رہے ہیں۔

معجم کبیر طبرانی (429/24) کی سند مسلم بن خالد زنجی (ضعیف عند الجمہور) کی وجہ سے ''ضعیف'' ہے، جب کہ معجم صغیر طبرانی (872) والی سند میں امام طبرانی رحمہ اللہ کے استاذ محمد بن ادریس حلبی ''مجہول'' اور قتادہ ''مدلس'' ہیں۔

رسول اللہ ﷺ کے مبارک بالوں کی مختلف اوقات میں کیا کیفیت تھی؟ واضح ہو گئی۔ ان کے علاوہ بالوں کی کوئی کیفیت پسندیدہ نہیں۔ سلف صالحین، یعنی صحابہ کرام اور ائمہ دین کے بال سنت کے مطابق ہوتے تھے، جیسا کہ:

❁ سیدنا کعب بن مالک رضی اللہ عنہ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔ (صحیح البخاري: 4191)

❁ عبداللہ بن بسر مازنی رضی اللہ عنہ کے بال کانوں کی لو تک تھے۔ (معرفۃ الصحابۃ لابي نعیم: 1595/3، وسندہٗ حسن)

❁ اسی طرح سیدنا عبداللہ بن عباس (مصنف ابن ابی شیبہ: 450/8، وسندہ صحیح)، سیدنا عبداللہ بن عمر (مصنف ابن ابی شیبہ: 446/8، وسندہ صحیح)، سیدنا

باقی صفحہ 16 پر

جن و شیاطین سے تحفظ

تحریر
جناب مولانا محمد اجمل بھٹی

جیسا کہ ہم سب کے مشاہدے میں ہے کہ جادو ٹونے اور تعویذات کا مکروہ کاروبار عروج پر ہے۔ کالے علم کی کاٹ کے ماہر بنگالی باوے' سفلی علم کے دعویدار اور دولت ایمان کے لٹیرے نجومی گلی گلی' شہر شہر دکانیں سجائے بیٹھے ہیں جنہوں نے گھروں میں نا اتفاقی' کاروباری بربادیاں اور خاندانی الفت ومحبت کا قتل عام شروع کر رکھا ہے۔ ان کے شر سے بچنے کے لیے درج ذیل شرعی علاج اور احتیاطی تدابیر اپنائیں۔ کوئی جادوگر' حاسد یا دشمن آپ کو نقصان نہیں پہنچا سکے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ!

اللہ رب العزت پر پختہ ایمان:

ہر مسلمان کا یہ ایمان ہونا ضروری ہے کہ مشکل کشا' حاجت روا' بگڑی بنانے والا اور الجھے معاملات سنوارنے والا صرف اور صرف اللہ ہے۔ یہ ایمان دنیاوی مصائب سے بچنے اور اخروی عذاب سے نجات کے لیے بے حد ضروری ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿وَ اِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ۚ وَ اِنْ یُّرِدْكَ بِخَیْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ؕ یُصِیْبُ بِهٖ مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ﴾

''اگر اللہ آپ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا کوئی بھی اسے دور کرنے والا نہیں۔ اللہ اگر آپ کو کوئی فائدہ اور نفع دینا چاہے تو اس کے فضل کو روکنے والا کوئی نہیں' وہ اپنے بندوں میں سے جسے چاہتا ہے اس فضل سے نوازتا ہے اور وہ بہت بخشنے والا نہایت رحم والا ہے۔'' (یونس: ۱۰۷)

حرام کاموں اور حرام چیزوں سے بچنا:

اگر آپ اللہ تعالیٰ کی پکڑ سے بچنا چاہتے ہیں تو ہر حرام چیز مثلاً سود خوری' شراب نوشی' زنا کاری اور فحاشی وعریانی سے فوراً رک جائیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَ مَنْ یَّتَّقِ اللّٰهَ یَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۙ۝ وَّ یَرْزُقْهُ مِنْ حَیْثُ لَا یَحْتَسِبُ﴾ (الطلاق: ۲'۳)

''جو شخص اللہ تعالیٰ سے ڈرے تو وہ اس کے لیے (مشکلات سے) نکلنے کا راستہ بنا دیتا ہے اور وہ اسے رزق دیتا ہے جہاں سے اسے گمان بھی نہیں ہوتا۔''

اللہ کی ذات پر بھروسہ کرنا:

اگر آپ کو کوئی جسمانی یا روحانی تکلیف آ جائے یا کسی مشکل میں پھنس جائیں تو دھوکے باز عاملوں کے جال میں نہ پھنسیں بلکہ اپنے خالق ومالک پر یقین وبھروسا کر کے اس سے التجائیں کریں' ارشاد ربانی ہے:

﴿وَ مَنْ یَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ﴾ (الطلاق: ۳)

''اور جو شخص اللہ پر بھروسا کرتا ہے تو اسے وہی (اللہ) کافی ہے۔''

گناہ چھوڑ کر نیک اعمال کرنا:

انسانی مصیبتوں اور دکھوں کی ایک اہم وجہ گناہ ہیں' اس لیے ان سے بچنا چاہیے۔ ارشاد حقانی ہے:

''جو شخص نیک عمل کرے گا' مرد ہو یا عورت جبکہ وہ مومن ہو تو ہم اس کو (دنیا میں) پاک (اور آرام کی) زندگی سے زندہ رکھیں گے اور آخرت میں ان کے اعمال کا نہایت اچھا صلہ دیں گے۔'' (النحل: ۹۷)

نمازوں کی حفاظت:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

''نمازوں کی حفاظت کرو خصوصاً درمیانی نماز (عصر) کی۔'' (البقرہ: ۲۳۸)

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس نے صبح کی نماز ادا کی وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور ذمے میں آ جاتا ہے۔'' (مسلم: ۶۵۷)

گھر کو کتوں اور جاندار اشیاء کی تصاویر سے صاف رکھنا:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جس گھر میں کتا یا تصاویر ہوں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔'' (مسلم: ۲۱۰۶)

لہٰذا جس گھر میں رحمت کے فرشتے داخل نہ ہوں گے تو وہاں جنات اور شیاطین ہی بسیرا کریں گے۔

صدقہ وخیرات کرنا:

پریشانی' تکالیف اور بیماریوں سے نجات کے لیے صدقہ خیرات کریں اور اللہ کی رحمت سے صحت وعافیت حاصل کریں۔ ارشاد نبوی ﷺ ہے:

''اپنے مریضوں کا علاج صدقہ وخیرات کے ذریعے سے کرو۔'' (صحیح الجامع: ۳۳۵۸)

بکثرت تلاوت کلام پاک اور ذکر کرنا:

مسنون اذکار کو اپنا معمول بنائیں تاکہ رحمت باری تعالیٰ آپ کا مقدر بنے۔ ذکر الٰہی شدید مشکلات سے نجات کا شاندار نسخہ ہے۔ سیدنا یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں گرفتار ہوئے تو ذکر الٰہی سے نجات نصیب ہوئی۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اگر وہ تسبیح نہ کرتے تو قیامت کے دن تک مچھلی کے پیٹ میں ہی ٹھہرے رہتے۔'' (الصافات: ۱۴۳'۱۴۴)

نیز ارشاد فرمایا:

''جو بھی رحمٰن کے ذکر سے اندھا ہوا (غافل ہو گیا) ہم اس کے لیے ایک شیطان مقرر کر دیتے ہیں جو اس کا ہم نشین بن جاتا ہے۔'' (الزخرف: ۳۶)

سورۂ بقرہ کی تلاوت کرنا:

اگر آپ کے گھر میں جادو کی شکایات موجود ہیں تو روزانہ سورۂ بقرہ کی تلاوت کریں اور ٹیپ ریکارڈ یا کمپیوٹر پر سورۂ بقرہ کی تلاوت لگا دیں کیونکہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''اپنے گھروں کو قبرستان مت بناؤ کہ (نفل نماز پڑھو نہ تلاوت کرو) بے شک شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۂ بقرہ کی تلاوت کی جاتی ہے۔'' (مسلم: ۷۸۰)

سوتے وقت آیت الکرسی پڑھنا:

اپنے قیمتی سامان اور بچوں کو آیت الکرسی کا دم کریں اور رات بستر پر لیٹتے وقت آیت الکرسی کا دم کریں اور رات بستر پر لیٹتے وقت آیت الکرسی ضرور پڑھیں۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کو نبی کریم ﷺ نے اناج کی حفاظت پر مقرر کیا تو انہوں نے ایک چور کو مسلسل تین راتیں گرفتار کر لیا۔ آخری رات اس نے رہا کرنے کے عوض یہ وظیفہ

بتایا کہ جب تم بستر پر لیٹو تو آیت الکرسی پڑھ لیا کرو اس سے تیرے ساتھ اللہ رب العزت کی طرف سے ایک نگہبان (فرشتہ) مقرر ہو جائے گا اور صبح تک شیطان تیرے قریب بھی نہ پھٹکے گا۔ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ واقعہ رسول اللہ ﷺ کو سنایا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''ابوہریرہ! اس نے تم سے سچ کہا' حالانکہ وہ بہت جھوٹا ہے' تیرا وہ چور شیطان تھا۔'' (بخاری: ۲۳۱۱)

عجوہ کھجور سے سحر کا علاج:

رسول اکرم ﷺ کا فرمان ہے:

''جس شخص نے صبح کے وقت سات عجوہ کھجوریں کھائیں اسے اس دن کوئی زہر یا جادو نقصان نہیں دے سکے گا۔'' (بخاری: ۵۴۴۵)

سورۂ بقرہ کی آخری دو آیات کی تلاوت:

یہ ہر قسم کی موذی اشیاء سے بچنے کا بے مثال وظیفہ ہے۔ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں:

''سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتیں جو شخص رات کو پڑھ لے تو وہ اسے (ہر موذی چیز کے شر سے بچانے کے لیے) کافی ہوں گی۔'' (بخاری: ۵۰۴۰)

صبح وشام سورۂ اخلاص اور معوذتین کی تلاوت:

صبح سے شام اور شام سے صبح تک اللہ رب العزت کی خصوصی حفاظت حاصل کرنا چاہتے ہیں تو یہ سورتیں تلاوت کریں:

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَ لَمْ يُوْلَدْ ۝ وَ لَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ﴾

''آپ کہہ دیجیے کہ وہ اللہ ایک ہے' اللہ بے نیاز ہے۔ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ ہی وہ کسی کی اولاد ہے اور نہ ہی کوئی اس کا ہم پلہ ہے۔'' (الاخلاص)

﴿قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝ مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ ۙ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَ النَّاسِ﴾ (الناس: ۶۱)

''آپ کہہ دیجیے! میں پناہ میں آتا ہوں صبح کے رب کی' اس چیز کے شر سے جو اس نے پیدا کی ہے اور اندھیری رات کے شر سے جب وہ چھا جائے اور گرہوں میں پھونکنے والیوں کے شر سے اور حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرے۔''

سیدنا عبداللہ بن خبیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''تم صبح وشام تین تین بار ﴿قل هو الله احد﴾ اور معوذتین ﴿قل اعوذ برب الفلق﴾ اور ﴿قل اعوذ برب الناس﴾ پڑھ لیا کرو تو تمہیں یہ ہر چیز کے شر سے کافی ہوں گے۔'' (ابوداود: ۵۰۸۲)

حادثات سے بچاؤ کا خصوصی وظیفہ:

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جو شخص یہ دعا صبح تین بار پڑھے تو شام تک اسے کوئی مصیبت و پریشانی نہیں ہوتی اور جو شخص شام کو یہ تین بار پڑھ لے تو صبح تک اسے کوئی نقصان نہیں پہنچتا۔'' [بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِيْ لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهٖ شَيْءٌ فِي الْاَرْضِ وَلَا فِي السَّمَآءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ] ''اللہ کے نام کے ساتھ جس کے نام کی برکت سے زمین وآسمان میں کوئی چیز تکلیف نہیں دے سکتی اور وہ خوب سننے والا' خوب جاننے والا ہے۔'' (ابوداود: ۵۰۸۸' ترمذی: ۳۳۸۸)

ہر کام میں پہلے بسم اللہ پڑھنی چاہیے:

ہر کام سے پہلے بسم اللہ پڑھنا نہ بھولیں' کیونکہ اس کے پڑھنے سے شیطان ذلیل ہو جائے گا اور آسمانی برکات حاصل ہوں گی۔ ایک صحابی بیان کرتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ سواری پر تھا کہ اچانک اسے ٹھوکر لگ گئی' میں نے کہا: شیطان کا ستیاناس ہو (رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کو ٹھوکر لگا دی۔) آپ ﷺ نے فرمایا:

''شیطان کا ستیاناس نہ کہو کیونکہ جب تم ایسا کہتے ہو تو وہ خوشی سے پھولے نہیں سماتا' حتی کہ پھول کر ایک گھر جتنا موٹا ہو جاتا ہے۔ بلکہ ایسے موقع پر تم ''بسم اللہ'' کہا کرو۔ جب تم ''بسم اللہ'' کہو گے تو وہ مکھی کی مانند حقیر وذلیل ہو جائے گا۔'' (ابوداود: ۴۹۸۲)

اعوذ باللہ پڑھنا:

آپ نماز پڑھ رہے ہوں' پریشان ہوں یا برا خواب دیکھیں' جس وقت بھی شیطانی وسوسہ آئے یا شیطانی شر کا خطرہ محسوس ہو تو ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ تین بار پڑھ کر بائیں جانب تھکار دیں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اگر شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ آئے تو اللہ تبارک وتعالیٰ سے پناہ طلب کرو' یقیناً وہ بہت ہی سننے والا اور جاننے والا ہے۔'' (حم السجدۃ: ۳۶)

زہریلی اور موذی چیزوں سے تحفظ:

اپنی رہائش گاہ' دوران سفر کسی منزل پر ٹھہرنے یا کہیں عارضی طور پر رکنے پر یہ وظیفہ ضرور پڑھیں اس سے آپ سانپ' بچھو اور دیگر زہریلی چیزوں اور جادو کے اثرات سے محفوظ رہیں گے۔ ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: اللہ کے رسول! رات مجھے بچھو نے ڈنک مارا ہے جس سے میں سخت تکلیف میں ہوں۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''خبردار! اگر تم شام کے وقت [اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّاتِ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ] ''میں اللہ کے کامل کلمات کی پناہ میں آتا ہوں اس چیز کے شر سے جسے اس نے پیدا کیا ہے۔'' پڑھ لیتے تو کوئی بچھو تمہیں ہرگز ڈنگ نہ مارتا۔'' (مسلم: ۲۷۰۹)

لہٰذا جس جگہ بھی شام کے وقت موجود ہوں وہاں یہ دعا ضرور پڑھنی چاہیے۔

دن بھر جنوں سے بچنے کا وظیفہ:

علاج کے ساتھ ساتھ ثواب بھی کمائیں رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جو شخص یہ وظیفہ دن میں سو بار پڑھ لے اسے دس غلام آزاد کرنے کا اجر ملتا ہے' سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں' سو گناہ مٹا دیے جاتے ہیں اور وہ سارا دن شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے:

﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ﴾

''اللہ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں' وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں' ساری بادشاہی اس کی ہے اور ساری تعریفات اسی کے لیے ہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (مسلم: ۲۶۹۱)

گھر میں داخل ہوتے وقت بسم اللہ پڑھنا:

شیطان کو گھر سے بھوکا بھگائیں اور اپنی آرام گاہ کو اس کے شر سے محفوظ بنائیں۔

نبی کریم ﷺ فرماتے ہیں:

''جو شخص گھر میں داخل ہوتے وقت اور کھانا کھاتے وقت بسم اللہ پڑھ لے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تمہارے لیے (اس گھر میں) تمہارے لیے کھانا ہے اور نہ ہی رات گزارنے کے لیے ٹھکانا۔ اگر وہ کھانے کے موقع پر بسم اللہ نہیں پڑھتا تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: آجاؤ! تمہارے لیے کھانا اور رات کا ٹھکانا حاضر ہے۔'' (مسلم: ۲۰۱۸)

اولاد کو شیطان سے بچانے کا نبوی وظیفہ:

اللہ کی دعا بچوں کی بقا۔ نبی رحمت ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''جو شخص اپنی بیوی سے ہم بستری کرتے وقت یہ دعا پڑھ لے اور پھر ان کی قسمت میں اولاد ہو جائے تو شیطان کبھی اس بچے کو نقصان نہیں دے سکے گا:

[بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطٰنَ وَجَنِّبِ الشَّيْطٰنَ مَا رَزَقْتَنَا]

اللہ کے نام کے ساتھ اے ہمارے رب! ہم سے شیطان کو دور رکھ اور جو چیز تو ہمیں عطا فرمائے اس سے بھی شیطان کو دور رکھ۔'' (بخاری: ۵۱۶۵)

باتھ روم میں داخل ہونے کی دعا:

ہر ناپاک اور بُری جگہ شیاطین اور جنوں کی آماجگاہ ہوتی ہے۔ واش روم بھی چونکہ نجاست کی جگہ ہے اس لیے احتیاطی تدابیر ضروری ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے:

''بیت الخلا میں شریر جن موجود ہوتے ہیں' لہٰذا جب تم میں سے کوئی شخص بیت الخلا میں داخل ہونے لگے تو یہ دعا پڑھ لے: [اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ] ''اے اللہ! میں خبیث جنوں (کے شر) سے تیری پناہ میں آتا ہوں۔'' (بخاری: ۱۴۲)

غصے میں شیطان کے شر سے پناہ طلبی:

عموماً غصے کی حالت میں انسان کو یاد الٰہی سے غفلت ہو جاتی ہے جس سے شیطان اپنا کام کر جاتا ہے اور انسان غصہ ٹھنڈا ہونے پر سوائے ندامت کے کچھ نہیں کر پاتا' لہٰذا غصہ آنے پر فوراً علاج نبوی کی طرف متوجہ ہونا چاہیے اور ﴿اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ﴾ پڑھنا چاہیے۔ اس سے شیطانی اثرات ختم ہو جائیں گے اور انسان محفوظ ہو جائے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔ (بخاری: ۶۱۱۵)

بچوں کو شیطان کے شر سے بچائیں:

اپنے بچوں سے محبت کریں اور انہیں ان کے دشمنوں سے بچائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے نواسوں سیدنا حسن اور حسین رضی اللہ عنہما کو یہ دم کیا کرتے تھے:

[اَعُوْذُ بِكَلِمَاتِ اللّٰهِ التَّامَّةِ مِنْ كُلِّ شَيْطٰنٍ وَّهَآمَّةٍ وَّمِنْ كُلِّ عَيْنٍ لَّامَّةٍ]

''میں اللہ تعالیٰ کے کامل کلمات کے ساتھ (تم دونوں کے لیے) ہر شیطان اور ہر اس مخلوق سے جو بدی کا ارادہ کرے اور ہر نظر لگانے والی آنکھ سے پناہ مانگتا ہوں۔'' (بخاری: ۳۳۷۱)

گھر سے باہر جاتے وقت اللہ کا ذکر:

جب آپ اپنے گھر سے باہر جا رہے ہوں تو اپنا حفاظتی حصار کرنا نہ بھولیں۔ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

''جو شخص گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھے [بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللّٰهِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ] ''میں اللہ تعالیٰ کا نام لے کر گھر سے نکلا اور میں نے اللہ ہی پر بھروسا کیا۔ اللہ کی مدد کے بغیر گناہ سے بچنے کی اور نیکی کرنے کی طاقت نہیں۔'' تو اس شخص سے کہا جاتا ہے: تیری حفاظت کی گئی' تو ہدایت دے دیا گیا اور شیطان کے شر سے تیری کفایت کی گئی' پس اس سے اس کا شیطان الگ ہو جاتا ہے۔ پھر دوسرا شیطان اس سے ملاقات کے وقت کہتا ہے کہ تیرا اس شخص پر قابو نہیں چل سکا جس کی اللہ کی طرف سے حفاظت' ہدایت اور کفایت کا بندوبست کیا گیا ہو۔'' (ابوداود: ۵۰۹۵)

اگر کسی مریض کو ماہر معالج نہ مل سکے اور نہ خود دم کرنے سے کوئی فائدہ ہو تو اسے صبر کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر راضی رہ کر اجر و ثواب کی امید رکھنی چاہیے۔ کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ایسے شخص کے لیے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ (بخاری: ۵۶۵۲)

ان کے علاوہ صبح و شام کے اذکار باقاعدگی سے کرنے چاہئیں۔ اس سے انسان اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر قسم کے شیطانی اثرات سے محفوظ رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے حفظ و امان میں رکھے۔ آمین!

بقیہ مسئلہ سر کے بالوں کا

جابر بن عبداللہ (مصنف ابن ابی شیبہ: 8/476، وسندہ صحیح)، سیدنا عبداللہ بن زبیر (مصنف ابن ابی شیبہ: 450/8، وسندہ صحیح)، سہل بن سعد ساعدی (التاریخ الاوسط للبخاري، 10230، العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد بن حنبل: 779، وسندہ حسن) سے کندھوں تک بال رکھنا ثابت ہے۔

❀ نیز تابعین میں سے قاسم بن محمد (مصنف ابن ابی شیبہ: 447/8، وسندہ صحیح)، عبید بن عمیر (مصنف ابن ابی شیبہ: 450/8، وسندہ صحیح) ابن الحنفیہ (مصنف ابن ابی شیبہ: 450/8، وسندہ صحیح) اور سعید بن مسیب (العلل ومعرفۃ الرجال لاحمد بن حنبل: 5590، وسندہ صحیح) سے بھی کندھوں تک بال رکھنا مروی ہے۔

تبع تابعی معتمر بن سلیمان کے بال بھی کندھوں تک تھے۔ (العلل لاحمد بن حنبل: 1227، وسندہ صحیح)

❀ علامہ ابن قدامہ مقدسی (541-620ھ) لکھتے ہیں:

[وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَكُوْنَ شَعْرُ الْاِنْسَانِ عَلٰى صِفَةِ شَعْرِ النَّبِيِّ ﷺ اِذَا طَالَ فَاِلٰى مَنْكِبَيْهِ، وَاِنْ قَصُرَ فَاِلٰى شَحْمَةِ اُذُنَيْهِ.]

''رسول اللہ ﷺ جیسے بال رکھنا مستحب ہے، لمبے ہوں تو کندھوں تک، چھوٹے ہوں تو کانوں تک۔'' (المغني لابن قدامۃ: 66/1)

لہٰذا ہر مسلمان کو سنت رسول کی روشنی میں بال رکھنے چاہئیں۔ کفار کی تقلید میں الٹے سیدھے بال رکھنے سے بالکل گریز کرنا چاہیے۔

❀❀❀

جمعیۃ اساتذہ اضلاع کا نظم

ضلع	صدر	جنرل سیکرٹری
لاہور	رانا عبید الرحمٰن	قاری عزیز الرحمٰن
شیخوپورہ	مولانا فاروق محمدی	پروفیسر آصف ہارون
حافظ آباد	محمد طیب طاہر	راؤ محمد اسحاق
ڈیرہ غازیخاں	عبدالجبار ربانی	عبدالسلام
خانیوال	قاری محمد اسلم	محمد نوید ضیاء
میانوالی	پروفیسر محمد افضل	محمد نعمان خان
جھنگ	محمد ارشد حلیم	عبید الرحمٰن

منجانب: محمد طارق جاوید ناظم دفتر جمعیۃ اساتذہ پاکستان

مطالعہ کیوں اور کیسے؟!

جناب قاری احسان اللہ

علم انسان کا امتیاز ہی نہیں بلکہ اس کی بنیادی ضرورت بھی ہے جس کی تکمیل کا واحد ذریعہ مطالعہ ہے۔ ایک پڑھے لکھے شخص کے لیے معاشرہ کی تعمیر وترقی کا فریضہ بھی اہم ہے اور اس کے ساتھ ساتھ مطالعہ ہماری سماجی ضرورت بھی ہے۔ اگر انسان سکول ومدرسہ کی تعلیم مکمل کر کے اس پر اکتفا کر کے بیٹھ جائے تو اس کی فکر ونظر کا دائرہ بالکل تنگ ہو کر رہ جائے گا۔ مطالعہ استعداد کی چابی اور صلاحیتوں کو بیدار کرنے کا بہترین آلہ ہے۔ یہ مطالعہ کا ہی کرشمہ ہے کہ انسان اپنی معلومات میں وسعت پیدا کرتا ہے۔ مطالعہ ایک ایسی دور بین ہے جس سے انسان دنیا کے گوشہ گوشہ کو دیکھتا رہتا ہے اور زاویہ فکر کو وسیع سے وسیع کرتا رہتا ہے۔ مطالعہ ایک طیارہ کی مانند ہے جس پر سوار ہو کر ایک شخص دنیا کے چپے چپے کی سیر کرتا ہے اور وہاں کی تعلیمی، تہذیبی اور اقتصادی احوال سے واقفیت حاصل کرتا ہے۔ ایک مشہور مقولہ ہے ''بہترین دوست کتاب ہے۔'' اسی کے متعلق شورش مرحوم نے کہا کہ ''کتاب جیسا کوئی مخلص دوست نہیں۔''

اسی طرح ایک مفکر کا قول ہے: ''کتابوں کا مطالعہ انسان کی شخصیت کو ارتقاء کی بلند منزلوں تک پہنچانے کا اہم ذریعہ ہے۔'' حصول علم ومعلومات کا وسیلہ ہے اور عملی تجرباتی سرمایہ کو ایک نسل سے دوسری نسل تک منتقل کرنے اور ذہن وفکر کو روشنی فراہم کرنے کا معروف ذریعہ ہے۔ کتابوں سے جہان کو روشنی فراہم کرنے کا معروف ذریعہ ہے۔ کتابوں سے جہاں معلومات میں اضافہ اور راہ عمل کی جستجو ہوتی ہے وہیں ان کا مطالعہ ذوق میں بالیدگی طبیعت میں نشاط، نگاہوں میں تیزی اور ذہن ودماغ کو تازگی بخشتا ہے۔

مطالعہ کن کتابوں کا ہو؟

مطالعہ ایسی کتابوں کا ہونا چاہیے جو نگاہوں کو بلند، سخن کو دل نواز اور جان کو پرسوز بنا دے۔ اگر مطالعہ فکر کی سلامت روی، علم میں گہرائی اور عزائم کی پختگی کے ساتھ فرحت بخش اور بہار آفریں بھی ہو تو اسے صحیح معنوں میں مطالعہ کہا جا سکتا ہے۔ آج کے اس ترقی یافتہ دور میں جہاں ذرائع ابلاغ وترسیل کی بہتات ہے اور ہر طرح کے اخبارات ورسائل اور کتابوں کی بھی فراوانی ہے، ذہن میں سوال آتا ہے کہ آخر کن کتابوں کا مطالعہ کیا جائے؟ اس کا سیدھا سا جواب ممکن نہیں۔ انتہائی چھان پھٹک کر کتابوں کا انتخاب ہونا چاہیے۔ یہ بات بھی انتہائی ضروری ہے کہ کتاب ایمان سوز اور اخلاق سوز نہ ہو، اس لیے کہ مطالعہ کے غلط رخ نے کئی لوگوں کو ارتداد کے گڑھے میں دھکیل دیا۔ لیکن جب مطالعہ کی سمت درست ہو تو وہی انسان مفسر اور محقق بن جاتا ہے۔ اس لیے معتبر اور مستند مصنفین ہی کی کتابوں کا مطالعہ کرنا چاہیے۔ اس سلسلے میں اساتذہ کی رہنمائی بھی بڑی کارآمد ثابت ہوتی ہے۔

مولانا علی میاں ندویؒ فرماتے ہیں کہ اس کے لیے ان اساتذہ سے جن سے آپ کا رابطہ ہے مشورہ ضرور لیجیے۔

یہ ایک پل صراط ہے، اس پر سبک روی اور بہت احتیاط سے چلنے کی ضرورت ہے، یہی وجہ ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ جیسے عظیم شخص کو آپ ﷺ نے تورات پڑھنے سے منع کر دیا تھا۔

سب سے بنیادی بات کہ قرآن وحدیث اور ان سے متعلق علوم پر جس حد تک ممکن ہو نگاہ ہونی چاہیے۔ پھر نبی کریم ﷺ کی سیرت طیبہ پر پھر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی سیرت پر نظر ہونی چاہیے۔ یہ بات ضروری ہے کہ مطالعہ کا سفر کرنیوالا ہر شخص کم از کم اپنے ملک اور اپنی قوم بلکہ اپنی تہذیب کے ادبیات سے واقف ہو۔

جس طرح کتابوں کے انتخاب کا مرحلہ نازک ہے اسی طرح ترتیب کی رعایت بھی بڑی اہمیت کی حامل ہے۔ اس لیے مطالعہ کے معیار کو بتدریج بڑھایا جائے۔ ایسا نہ ہو کہ نورانی قاعدہ تو پڑھا نہیں اور قرآن شریف پڑھنا شروع کر دے۔

مطالعہ کا طریقہ کار کیا ہو؟!

ایک طرف جہاں کتابوں کا انتخاب بہت ضروری ہے اسی طرح طریقہ کار سے بھی واقفیت بہت ضروری ہے۔ اس لیے کسی بھی کام کو اگر اس کے اصول وضابطہ کے مطابق کیا جائے تو وہ کارآمد ثابت ہوتا ہے۔ ورنہ نفع تو کیا الٹا نقصان کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مثلاً آپ کے پاس کتابیں موجود ہیں، وقت بھی ہے لیکن ذہن پریشان، آنکھوں میں درد اور روشنی کم تو آپ مطالعہ نہیں کر سکتے۔ اگر ایسی صورت میں مطالعہ کریں گے تو اس کا اثر بہت کم ہوگا۔ اس لیے کہ صحت کا خیال تو بہت ضروری ہے۔ قابل ذکر بات یہ ہے کہ اس خیال سے مطالعہ ترک کر دینا کہ ''یاد نہیں رہتا'' بلکہ ضرور مطالعہ کرنا چاہیے، کہیں نہ کہیں اس کا ضرور فائدہ ہوگا۔ مطالعہ جتنا زیادہ ہوگا اتنا ہی جلد محفوظ ہوگا اور ذہن تیز ہوگا۔ اس لیے کتب بینی کو سست روی یا یاد نہ رہنے کی وجہ سے ترک نہیں کرنا چاہیے۔

مطالعہ یاد کیسے رکھا جائے گا؟!

مطالعہ کو ذہن نشین کرنے کی تدبیر بھی ضروری ہے۔ علم ومعلومات کی مثال ایک شکاری کی سی ہے۔ لہٰذا اسے فوراً قابو کرنا چاہیے۔ کہا جاتا ہے کہ ''علم شکار کی مانند ہے، کتاب کے ذریعے سے اسے قابو کر لو۔'' اس لیے مطالعہ کے دوران کاپی قلم کے ذریعے خاص باتوں کو نوٹ کرنا چاہیے۔ ورنہ پڑھی ہوئی چیزیں ان پڑھی کی صورت اختیار کر جاتی ہیں۔ اب جب ضرورت پڑی تو وہ بات سرے سے ذہن میں ہی نہیں یا پھر حوالہ غائب ہے۔

مطالعہ شدہ اہم باتیں ہمیں دوران مطالعہ کتاب کے اہم مقامات پر نشان لگا کر کتاب کی پشت پر سیاہ اوراق میں اہم نکات نوٹ کر کے یا کاپی پر نوٹ کر کے محفوظ کر لینی چاہئیں۔

حاصل مطالعہ کیسے ذہن نشین ہوتا ہے یہ بھی ایک اہم عنصر ہے۔ اس سلسلے میں ایک ادیب نے لکھا ہے کہ میری ذہنی ساخت یوں بنی کہ میں حاصل مطالعہ کو دماغ میں ڈال دیتا اور میرے اندر اس پر غور وبحث کا ایک سلسلہ چلتے پھرتے اٹھتے بیٹھتے جاری رہتا۔ یہاں تک کہ اس کا مثبت یا منفی اثر میرے عالم خیال پر رہ جاتا۔

خلاصۂ کلام یہ ہے کہ مطالعہ کے لیے اچھی کتابیں، خوشگوار فضا، مناسب مقام، موزوں روشنی اور وقت کی تنظیم ضروری ہے۔ اس کے ساتھ صحت کا خیال رکھنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے کہ جب بندے کی طبیعت کچھ اکتاہٹ محسوس کرے، تھوڑی دیر آرام یا پھر کوئی نئی کتاب شروع کر دینی چاہیے اور بوجھ نہیں بنانا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اچھی کتابوں کے مطالعہ کی توفیق دے۔ آمین!

علامہ اقبالؒ عظیم اسلامی مفکر اور شاعر!

تحریر: جناب ڈاکٹر عبدالسمیع سیالکوٹی

شاعر مشرق حضرت علامہ اقبالؒ فکر اسلام کی نشاۃ ثانیہ کے نقیب ہیں' یہاں ان کی شاعری موضوع سخن ہے۔

ڈاکٹر علامہ محمد اقبالؒ کی شاعری کے تین ادوار:

پہلا دور:

چھ برس کا یہ دور ۱۸۹۹ء سے شروع ہو کر ۱۹۰۵ء میں ختم ہوتا ہے' یہ ان کی شاعری کا ابتدائی دور ہے۔ جب ان کی زندگی کی پرواز صرف ہند کے سبزہ زاروں تک محدود تھی۔ مشق سخن میں مشغول' کلام میں گو پختگی نہیں لیکن سحر نگاری جھلکتی ہے۔ بڑی آسانی سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ اقبال مستقبل میں دنیا کو کوئی بڑا پیغام دینے والے ہیں۔ کلام کا زیادہ حصہ غزل گوئی پر مشتمل ہے۔ کالج کے دوستوں کی فرمائش پر کبھی کبھی کوئی غزل سنا دیتے۔ انجمن حمایۃ الاسلام کے جلسے میں کبھی سامعین کو گرما دیتے۔ لیکن ابھی ہندوستان سے باہر مشہور نہیں ہوئے تھے۔

علامہ اقبال ۱۹۰۵ء سے پہلے اہل ہند کی حالت زار دیکھ کر دنیا کی ان محفلوں ہی سے اکتا گئے۔ زندگی کے اس شور و ہنگامہ سے دور کہیں کسی کوہ کے دامن میں ایک چھوٹا سا جھونپڑا چاہتے ہیں۔

شورش سے بھاگتا ہوں دل ڈھونڈتا ہے میرا
ایسا سکوت جس پر تقریر بھی فدا ہو
مرتا ہوں خامشی پر یہ آرزو ہے میری
دامن میں کوہ کے اک چھوٹا سا جھونپڑا ہو

لیکن علامہ اقبالؒ کے سامنے جب عالم کے مخفی حقائق نکھر کر سامنے آجاتے ہیں اور پوشیدہ راز منکشف ہوتے ہیں تو زندگی سے فرار کی راہ چھوڑ کر عمل کے میدان میں اتر آتے ہیں اس لیے کہ

عمل سے زندگی بنتی ہے جنت بھی جہنم بھی
یہ خاکی اپنی فطرت میں نہ نوری ہے نہ ناری ہے

وہ مشہور انگریز شاعر جان ڈرائیڈن کی طرح مایوس نہیں ہوئے' جان ڈرائیڈن کہتا ہے کہ

''میں جب زندگی پر غور کرتا ہوں تو سب دھوکہ ہی دھوکہ ہے لیکن پھر بھی امید باندھ کر لوگ اپنے آپ کو اس غلطی میں مبتلا کر لیا کرتے ہیں کہ کل پر بھروسہ رکھو ضرور کچھ ملے گا لیکن آنے والی کل تو گذری کل سے بھی زیادہ جھوٹی ہے۔''

بلکہ وہ اس پر آس لگائے بیٹھے ہیں کہ مستقبل میں وہ وقت ضرور آئے گا جب سادہ فلک نئے ستاروں سے جھم جھم کرے گا۔

ایک صورت پر نہیں رہتا کسی شے کو قرار
ذوق جدت سے ہے ترکیب مزاج روزگار

تو پھر کیوں اقبال کا مرد مومن یوگی بن کر دامن کوہ میں بیٹھ جائے اور مالا جھپا کرے' کیوں نہ اس کی جادو بھری نگاہ اتنی تیز ہو جائے کہ کوہ کو چیر کر رکھ دے۔ اور اپنی ضیا پاشیوں سے عالم کو جگمگا دے' شعلہ نوائیوں سے بزم میں اُجالا ہی اُجالا کر دے۔

اُٹھ کہ ظلمت ہوئی پیدا اُفق خاور پر
بزم میں شعلہ نوائی سے اُجالا کر دیں

زندگی مسلسل حرکت کا دوسرا نام ہے۔ امریکی شاعر ہنری ورڈ سورتھ لونگ فیلو ۸۲۔۱۸۰۷ء کہتا ہے:

''جو روح غافل ہے وہ مردار ہے' یہ چیزیں ایسی نہیں جیسی ہمیں دکھائی دیتی ہیں۔ زندگی حقیقت ہے زندگی حقیقت ہے' قبر ہرگز اس کا اختتام نہیں۔''

علامہ اقبالؒ کا مرد مومن کبھی قبر کو منزل کی انتہا تصور نہیں کرتا بلکہ ایک آنے والی زندگی کا پیش خیمہ سمجھتا ہے۔

یہی اقبال ارتقائی مراحل طے کرنے سے پہلے جب نغمہ سرائی کرتے ہیں تو اس کی نوعیت کچھ اور ہوتی ہے ؎

سارے جہاں سے اچھا ہندوستاں ہمارا
ہم بلبلیں ہیں اس کی یہ گلستاں ہمارا
یونان و مصر و روما سب مٹ گئے جہاں سے
اب تک مگر ہے باقی نام و نشاں ہمارا

اقبال جب قوانین حیات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں تو فکر میں ایک زبردست انقلاب آتا ہے' اب نہ وہ وطن پرستی رہتی ہے نہ فکر کی تنگی' اب سارا عالم ان کا عالم ہے اور ساری انسانیت ان کی توجہ کا مرکز اس لیے کہ اللہ تعالیٰ سے پیغام یہ ملا ہے

﴿كُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ اِخْوَانًا﴾

''اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ۔''

تو اب کیوں نہ علامہ اقبال اپنا وطن بخارا یا بدخشاں بنا لیں' کیوں نہ وہ جبریل کے ہمسایہ ہو کر سارے عالم کے لیے بے تاب ہو جائیں۔

ہمسایۂ جبریل امیں بندہ خاکی
ہے اس کا نشیمن نہ بخارا نہ سمرقند

علامہ اقبال کا یہ وہ فکری ارتقاء ہے جس میں ہمیں کئی منازل نظر آتی ہیں' ایک ان کا وہ دور ہے جب وہ محض ہندی گل و بلبل کی نغمہ سرائی کرتے سنائی دیتے ہیں۔ یہ ان کی روانگیٔ یورپ سے قبل کا دور ہے۔ دوسرا دور وہ ہے جب قیام یورپ کے دوران میں وہ اپنی فکر پختہ کرنے میں مصروف ہیں۔ مشرق و مغرب کے فلسفہ کا مطالعہ ان کا دن رات کا شغل ہے' یہ ان کے قیام یورپ کا دور ہے۔ جب انگلینڈ و جرمنی سے وہ اپنا لوہا منوا چکے ہیں۔ تیسرا دور وہ ہے جب وہ یورپ سے ہندوستان واپس آگئے۔ اب ان کی فکر پوری طرح پختہ ہے' شعر گوئی کا مقصد بھی کچھ سے کچھ ہو گیا ہے۔ بے چینیوں کے اظہار کے لیے ایک راہ متعین ہو گئی۔ اب وہ دور دھندلی سی دکھائی دینے والی ارتقاء کی آخری منزل تک پہنچنے کے لیے خود بھی بے تاب ہیں اور اپنے ہم نواؤں کے دلوں میں بھی وہی احساس بیدار کرنا چاہتے ہیں۔

یہی وہ دور ہے جب وہ دنیا کو پیغام دیتے ہیں' وہی پیغام جو طول زمانہ کے باعث انسانی دماغوں کے سامنے

اقبال جب قوانین حیات کی تہہ تک پہنچ جاتے ہیں تو فکر میں ایک زبردست انقلاب آتا ہے' اب نہ وہ وطن پرستی رہتی ہے نہ فکر کی تنگی' اب سارا عالم ان کا عالم ہے اور ساری انسانیت ان کی توجہ کا مرکز

باقی صفحہ 11 پر

اور اب ''ہالووین'' مبارک

تحریر: جناب پروفیسر محمد عاصم حفیظ

پاکستانی قوم کا ایک طبقہ ماڈرن بننے کے چکر میں ہر وقت کسی بھی حد تک جانے کو تیار بیٹھا نظر آتا ہے۔ مغرب کے کچھ ایسے تہوار جو شائد ان کے اپنے ہاں بھی نہ منائے جاتے ہوں پاکستانی نوجوان انہیں پر جوش طریقے سے مناتے ہیں۔ ملک میں سیاست کی گرما گرمی اور دہشت گردی کے باعث بہت سے واقعات اور معاشرتی تبدیلیاں انتہائی آہستگی سے ہمیں متاثر کر رہی ہیں۔ ایسا ہی کچھ چند روز قبل اکتیس اکتوبر کو دیکھنے کو ملا۔ پاکستانی میڈیا پر نوجوانوں کے مخلوط گروہ ایک مغربی تہوار ''ہالووین'' تعلیمی اداروں کے ساتھ ساتھ مارکیٹس وغیرہ میں مناتے نظر آئے۔ میڈیا رپورٹس کے مطابق یہ تہوار پہلے بھی ملک کی ایلیٹ کلاس کی جانب سے خوب دھوم دھام سے منایا جاتا تھا لیکن اس بار اسے عوام الناس کے استفادے کے لئے کھلے عام زور وشور سے منایا گیا۔ ڈراؤنی شکلیں بنائے لڑکے لڑکیاں دوسروں کو ڈراتے اور ''ہالووین'' کی خوشیاں مناتے نظر آئے۔ یہ ''ہالووین'' کا تہوار ہے کیا؟ اس بارے میں مختلف رائے پائی جاتی ہیں۔

مؤرخین کا کہنا ہے کہ امریکہ کے قدیم قبائل کا عقیدہ تھا کہ ان کے ہاں مروجہ کلینڈر کے مطابق نئے سال کے شروع ہونے سے پہلے کی رات یعنی ۳۱ اکتوبر کی رات کو زندہ انسانوں اور مرنے والوں کی روحوں کے درمیان موجود سرحد نرم ہوجاتی ہے اور روحیں دنیا میں آکر انسانوں، مال مویشیوں اور فصلوں کو نقصان پہنچا سکتی ہیں۔ روحوں کو خوش کرنے کے لیے سیلٹک قبائل ۳۱ اکتوبر کی رات آگ کے بڑے بڑے الاؤ روشن کرتے، اناج بانٹتے اور مویشیوں کی قربانی دیتے تھے۔ اس موقع پر وہ جانوروں کی کھالیں پہنتے اور اپنے سروں کو جانوروں کے سینگوں سے سجاتے تھے۔ جب آٹھویں صدی میں ان علاقوں میں مسیحیت کا غلبہ ہوا تو اس قدیم تہوار کو ختم کرنے کے لیے پوپ بونی فیس چہارم نے یکم نومبر کو تمام برگزیدہ شخصیات کا دن قرار دیا۔ یہ دن اس دور میں ''آل ہالوز ایوز'' کہلاتا تھا جو بعد ازاں بگڑ کر ''ہالووین'' بن گیا۔ کلیسا کی کوششوں کے باوجود ''ہالووین'' کی اہمیت کم نہ ہوسکی اور لوگ یہ تہوار اپنے اپنے انداز میں مناتے رہے۔

مؤرخین کا کہنا ہے کہ اس تہوار کا آغاز ۲۰۰۰ سال قبل ہوا۔ ۳۱ اکتوبر کی شام ڈھلنے کے بعد اگر آپ کو اندھیرے میں کوئی چڑیل یا بھوت نظر آئے یا کوئی چھلاوہ آپ کے دروازے پر دستک دے کر غائب ہو جائے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ بس یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ دنیا میں ''ہالووین'' تہوار منایا جا رہا ہے۔ اسے بدروحوں، جنوں، چڑیلوں اور بھوتوں کا تہوار بھی کہا جاتا ہے اور یہ مغربی ممالک میں صدیوں سے زور شور سے منایا جاتا ہے۔ اندھیرا چھانے پر بچے اور بڑے خوفزدہ کرنے والے ملبوسات پہن کر دوسروں کو ڈرانے کیلئے نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ مغربی ممالک میں ننھے بچے بھوت بن کر آس پاس کے گھروں کے دروازوں پر دستک دیتے ہیں اور انہیں یا تو کھانے کیلئے ٹافیاں دینا ضروری ہوتا ہے یا دوسری صورت میں ان کی شیطانی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ اب یہ روایت بھی چل پڑی ہے کہ عجیب وغریب خوفناک روپ دھار کر لوگ پارٹیاں منعقد کرتے ہیں اور رات بھر لطف اندوز ہوتے ہیں۔

۳۱ اکتوبر کی شام ڈھلنے کے بعد اگر آپ کو اندھیرے میں کوئی چڑیل یا بھوت نظر آئے یا کوئی چھلاوہ آپ کے دروازے پر دستک دے کر غائب ہو جائے تو گھبرانے کی ضرورت نہیں۔ بس یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ دنیا میں ''ہالووین'' تہوار منایا جا رہا ہے۔

اب سوال یہ ہے کہ اس مغربی تہوار کے متعلق دونوں معروف روایات کا ہمارے ساتھ کیا تعلق بنتا ہے اور کیوں ہمارے نام نہاد ماڈرن طبقے اس تہوار کو منانے کے لئے پرجوش دکھائی دیتے ہیں۔ اگر تو اس رات اترنے والی بدروحوں کو خوش کرنے کے لئے جن بھوت کا روپ دھارنے کا معاملہ ہے تو جناب اس کا ہماری معاشرتی، دینی روایات سے کیا تعلق ہے۔ ہمارے عقائد میں یہ کب سے شامل ہوا کہ جن ایک خاص رات کو زمین کی طرف آتی ہیں اور نقصان پہنچاتی ہیں۔ انہیں رام کرنے کے لئے ایسے روپ دھارنا ضروری ہوتا ہے۔ عیسائی مذہبی روایات کے مطابق اس تہوار کا تعلق تمام برگزیدہ شخصیات سے ہے۔ اس کا خالص مذہبی تہوار بننا ہے کہ جس کا مقصد بزرگ نیک روحوں کو یاد کرنا ہوتا ہے۔ تو یہ سوچنے کی بات ہے کہ ہمارے ہاں کے ماڈرن طبقات میں کتنے روشن خیال ہو چکے ہیں کہ عیسائیت کے خالص مذہبی تہوار کو بھی منانا شروع کر دیا ہے۔

تلخ حقیقت یہ ہے کہ اس روپ دھارنے والے بھی سوچا ہی نہیں ہوگا۔ بدروحوں جن اور بھوت کا روپ دھارنے والوں نے شائد کبھی سوچا بھی نہ ہوگا کہ جس تہوار سے وہ چند لمحات کا ٹکلا مچا رہے ہیں وہ تو کسی مذہب سے منسلک تہوار ہے یا پھر امریکہ کے قدیم قبائل کی جہالت پر مبنی رسم کہ جس میں عجیب وغریب توہمات کی ملاوٹ ہے۔

اب یہ تو منانے والے ہی بتا سکتے ہیں کہ وہ کن جذبات کے تحت ''ہالووین'' کو مناتے ہیں۔ اس سے بڑھ کر اور بدقسمتی کیا ہوگی کہ ہم خوشی اور غمی کے اظہار کے لئے بھی غیروں کی رسوم وروایات کے محتاج ہیں۔ کوئی بھی قوم اپنی روایات سے ہی پہچانی جاتی ہے جن میں مذہبی رسوم کے اظہار اور مذہبی شعائر کی پابندی ہوتی ہے۔ انہیں کم سے کم اپنی خوشیوں اور اپنے غموں کو تو اپنے انداز اور اپنی روایات کے مطابق منانا چاہیے۔ ایسا اہتمام تو یورپ کے وہ چھوٹے چھوٹے ممالک بھی کرتے ہیں کہ جو بہت سے معاہدات کی روشنی میں اب تقریباً ایک ہی ملک بن چکے ہیں۔ یہ تو انتہا پسندی اور قدامت پرستی نہیں۔ کم از کم خاص مواقع اور تہواروں پر ایک منفرد پہچان اور شناخت رکھنا تو ایک قوم کا بنیادی حق ہوتا ہے۔ لہٰذا ہمیں بحیثیت مسلمان اسلامی تہذیب وتمدن کو مدنظر رکھتے ہوئے غیروں کی بجائے اپنے تہواروں کو منا کر اپنی شناخت کو برقرار رکھنا چاہیے۔

دینی مدارس کا مقام اور ذمہ داریاں

تحریر: جناب میاں عتیق الرحمن (ریسرچ سکالر)

مدارس دینیہ کی ہمارے معاشرے میں کیا حیثیت اور مقام ہے، یہ ایک ایسا سوال ہے جسے سمجھنا علوم نبوت کے ہر ایک طالب علم کی ذمہ داری اور پڑھانا ان کے اساتذہ کیلئے ضروری ہے۔

مدرسہ کو پڑھنے پڑھانے کے ایک کارخانے کی حد تک سمجھ لینا اور اسی کے مطابق اسے چلانا نا انصافی، یا اسے صرف پڑھنے لکھنے کا ہنر سکھانے کا ایک مرکز سمجھ کر جان چھڑا لینا بھی ظلم عظیم سے کم نہ ہے۔ اگر کوئی شخص مدارس دینیہ کو صرف اسی حد تک حق دیتا ہے کہ جیسے پڑھنے لکھنے کا ہنر سکھانے کیلئے بہت سے کارخانے اور کھمبیوں کی طرح اگے ہوئے مراکز وادارے ہیں، جن میں سے کچھ کو سکول اور کوئی کالج اور کسی کو یونیورسٹی کا نام دیا جاتا ہے، بالکل ویسے ہی یہ مدارس دینیہ بھی عربی زبان یا عربی علوم وفنون، فقہ، دینیات، تفسیر اور حدیث سکھانے کا ایک مرکز یا کارخانہ ہے تو اس کیلئے عرض ہے کہ اگرچہ ایسی صورت حال میں کچھ مشابہت لگتی ہے مگر وہ پھر بھی حقیقت سے دور اندھیرے میں ٹامک ٹوئیاں ہی مار رہا ہے کیونکہ بہر حال اور بالاخر رسولوں کے وارث، خلافت الٰہی کے نمائندے، انسانیت کو ہدایت کا پیغام دینے والے اور انسانیت کو بقا کا راستہ دکھانے والے افراد انہی مدارس سے پیدا ہوئے ہیں۔

لیکن مدارس دینیہ کو بھی اگر واقعتا ایک کارخانہ ہی سمجھ لیا جائے تو ہر طرح کے کارخانوں کی بہر حال بہت قدر بھی ہے اور اہمیت بھی اور اس سے بڑھ کر معاشرے کو سخت ضرورت بھی ہے، انہیں نظر تحقیر سے دیکھنے والے بھی ان کی شدید خواہش رکھتے ہیں، لیکن ان کارخانوں میں تیار ہونے والی پراڈکٹس کے معیار اور سطحیں مختلف ہوتی ہیں، جبکہ دینی مدرسہ ایک ایسا کارخانہ ہے، جہاں آدم گری اور مردم سازی کا کام ہوتا ہے' قلب ونگاہ اور ذہن ودماغ علوم نبوت کے سانچے میں ڈھلتے ہیں، مزید یہ کہ یہاں سے دین کے داعی اور اسلام کے سپاہی تیار ہوتے ہیں۔ یہی مدارس عالم اسلام کے وہ بجلی گھر ہیں جہاں سے اسلامی آبادی بلکہ انسانی آبادی میں ہدایت کی بجلی سپلائی ہوتی ہے۔ دینی مدرسہ وہ مقام ہے۔ جہاں سے پوری کائنات کا احتساب ہوتا ہے اور پوری انسانی زندگی کی نگرانی کی جاتی ہے اور انہیں درپیش مسائل کے قرآن وسنت اور فقہ وسیرت سے حل تلاش کئے جاتے ہیں۔ پھر ان کا فرمان سارے مسلمانوں کے ہاں قابل قبول ہوتا ہے اگرچہ وہ ان کے اپنے خاص طبقے سے ہی تعلق رکھنے والا کیوں نہ ہو۔ یہ الگ بات ہے کہ کچھ خوشی سے اور کچھ مجبوری میں اپنے اپنے ظرف کے مطابق قبول کرتے ہیں۔

مدرسہ دینیہ کا کام یہ ہے کہ وہ باضمیر، درست عقیدہ، ایمان، باحوصلہ اور باہمت فضلاء اور علماء پیدا کرے کہ جو اس ضمیر فروشی، اصول فروشی اور اخلاق فروشی کے دور میں روشنی کے مینار کی طرح قائم رہیں۔

ایک دینی مدرسے کا تعلق ایسی کسی تقویم، کسی تمدن، کسی عہد، کسی کلچر اور زبان وادب سے اس طرح نہیں ہوتا کہ جس کے پرانے ہونے کا اندیشہ اور اسکے زوال پذیر ہونے کا خطرہ ہو، کیونکہ اس کا تعلق براہ راست نبوت محمدی ﷺ سے ہوتا ہے جو عالمگیر بھی ہے اور زندہ جاوید بھی۔ اس کا تعلق اس انسانیت سے ہے جو ہر دم جواں اور ہمہ وقت رواں اور دواں ہے۔ مدرسہ درحقیقت قدیم وجدید کی بحثوں سے بالاتر ایسی جگہ ہے، جہاں نبوت محمدی کی ابدیت' زندگی کا نمونہ اور حرکت دونوں پائے جاتے ہیں۔ یہ الگ بات ہے کہ دور حاضر میں مدارس اپنے اس فرائض منصبی کو سمجھ پا رہے ہیں یا نہیں یا کوئی اس ذمہ داری کو نبھا رہا ہے کہ نہیں۔ یہ بھی الگ موضوع ہے کہ بہت سے مدارس یہ ذمہ داری نبھانے سے قاصر ہیں یا قاصر ہو گئے ہیں، پہلے یہ فرض انجام دیتے تھے اور اب کیوں نہیں دے رہے۔

دینی مدرسہ کا نسب نامہ قرطبہ، غرناطہ، قاہرہ یا دہلی، دیوبند، بریلی، ندوہ اور لکھنو وغیرہ سے نہیں بلکہ مسجد نبوی ﷺ سے ملتا ہے جہاں سب سے پہلا صفہ نام کا مدرسہ قائم ہوا تھا اور جس کے بانی نبی کریم ﷺ تھے۔ اسی بنیاد پر وہی مدرسہ صحیح النسب اور عالی مقام سمجھا جائے گا جس کا شجرہ نسب صفہ نبوی ﷺ پر جا کر ختم ہوگا اور وہی مسجد عالی اور اصل سے جڑی ہوئے سمجھی جائے گی جس کا شجرہ نسب بیت اللہ اور مسجد نبوی پر ختم ہوگا۔ جن کا نسب وہاں تک نہ پہنچتا ہو وہ مسجد یا مدرسہ کیا کہلائے گا، اس کے بارے میں قرآن مجید نے ہمیں بتلا دیا ہے لہذا ہمیں کوئی اور نام ڈھونڈنے یا نیا لقب ایجاد کرنے کی ضرورت نہیں۔ وہ مسجد مسجد ضرار کہلائے گی جس کا شجرہ نسب بیت اللہ اور مسجد نبوی پر ختم نہ ہو اور وہ مدرسہ مدرسہ نہیں بلکہ انسانیت کی قتل گاہ کہلائے گی جس کا شجرہ نسب صفہ نبوی، ابو ذر وسلیمان، صدیق وعلی، زید اور عائشہ اور ان کے اچھے طریقے سے پیروی کرنے والوں سے نہ ملتا ہو۔ جنہوں نے خود نقصان اٹھا کر دوسروں کو نفع پہنچانے کا پیغام دیا، اپنے گھروں کو اندھیرا رکھ کر دوسروں کے گھروں میں روشنی کا بندوبست کیا، اپنے پیٹ پر پتھر باندھ کر دوسرے کے بچوں کو کھلانے کا انتظام کیا۔ جن کی زندگی نے یہ پیغام ملتا ہے کہ مدرسہ کا کام ملازمتیں دلانا اور آسامیاں بانٹنا نہیں اور نہ ہی ایسا پڑھا لکھا انسان بنانا کہ جو اپنی چرب لسانی سے لوگوں کو مسحور کر لے، بلکہ مدرسہ کا کام حکمت ودانائی کے ساتھ قرآن وحدیث کی آواز سنانا اور اسے لوگوں تک پہنچانا ہے پھر وہ خواہ اسے مانے یا انکار کریں اس کی ذمہ داری تم پر نہیں۔ فھل علی الرسول الا البلاغ المبین۔

مدرسہ کی ذمہ داری بہت بڑی ہے اگر کوئی سمجھے، کیونکہ جب دنیا میں ہر حقیقت کا انکار کیا جا رہا ہو اور یہ کہا جا رہا ہو کہ سوائے ایک طاقت کے کوئی حقیقت نہیں اور ڈنکے کی چوٹ پر یہ پرچار جاری ہو کہ دنیا میں صرف ایک حقیقت زندہ ہے اور باقی سب حقیقتیں، اخلاقیات، صداقت، عزت، غیرت، شرافت، خودداری اور انسانیت

سمیت سب کچھ مرمٹ چکا ہے، اور باقی بچنے والی حقیقت نفع اٹھانا اور اپنا کام نکالنا ہے خواہ اس کیلئے عزت بیچنی پڑھے یا شرافت کو شرارت سے بدلوانا پڑے یا ضمیر کا سودا کرکے اور اصول خودداری کو لات مار کر صرف چڑھتے سورج کے پجاری بننا پڑے۔ایسے وقت میں مدرسہ اٹھتا ہے اور اعلان کرتا ہے کہ انسانیت مری نہیں بلکہ وہ زندہ ہے،نقصان اٹھانے یا صلح کرنے میں نفع ہے،ہار جانے میں جیت ہے، اور بھوک برداشت کرنے میں وہ لذت ہے جو سیر ہوکر کھانے میں بھی نہیں،اپنی ذلت کو برداشت کر لینا بعض مرتبہ وہ مقام بنتا ہے جو عزت سے بڑھ کر ہوتا ہے،سب سے بڑی طاقت خدا کی طاقت ہے،اور یہی اعلان کرنا مدرسہ کا کام ہے اور اگر وہ یہی چھوڑ دے اور دنیا کے باقی سارے کام کرنے لگے تو وہ مدرسہ دینیہ مدرسہ کہلانے کا حق دار نہیں بلکہ وہ پھر علم وہنر کے دیگر کارخانوں کی طرح ایک فیکٹری ہے جس میں ویسی ہی عارضی اور مادی پراڈکٹ تیار ہوتی ہے جو باقیوں میں بنتی ہے۔

مدرسہ دینیہ کا کام یہ ہے کہ وہ باضمیر، درست عقیدہ،ایمان،با حوصلہ اور باہمت فضلاء اور علماء پیدا کرے کہ جو اس ضمیر فروشی،اصول فروشی اور اخلاق فروشی کے دور میں روشنی کے مینار کی طرح قائم رہیں کہ جو خود کہیں نہیں جاتا بلکہ اپنی جگہ کھڑا رہتا ہے اور اپنا راستہ خود بناتا ہے۔اللہ کا شکر ہے کہ ہوا کے رخ پر چلنا دینی مدارس کا اصول نہیں' اگر مدرسوں کا بھی یہ اصول ہوتا تو وہ کب کے انگریزی اور عربی کے کالج بن چکے ہوتے لیکن جو اس وقت چند گنے چنے مدارس باقی ہیں،وہ اس بات کا ثبوت دیتے ہیں کہ مدرسے ہوا کے رخ پر نہیں چلتے بلکہ اپنی اصل اور جڑ سے جڑے رہتے ہیں اور ہوا کے رخ کے محتاج نہیں۔ورنہ جیسے ہوا کا رخ بدلتا رہتا ہے ویسے ہی یہ بھی بدلتے رہتے اور اپنی حقیقت اور شناخت کھو بیٹھتے۔یہی روش آج بھی کسی نہ کسی صورت میں زندہ اور جاری وساری ہے۔

مگر ایک بات پر افسوس ہوتا ہے کہ مدارس دینیہ جو کبھی طاقت اور زندگی کا مرکز تھے، جہاں سے انقلاب آفرین شخصیتیں پیدا ہوتی تھیں،وہ مایوسی،افسردگی، کسمپرسی اور احساس کمتری کا شکار ہیں۔آج مدارس کی تعداد،ان کے طلبہ کا شمار، کتب کی وسعت اور ان کے مندرجات اور وظائف میں تو بڑا اضافہ ہو چکا ہے مگر زندگی کی نبض سست اور قلب کی دھڑکن ان میں کمزور ہوتی جارہی ہے۔کوئی دردمندی کا احساس رکھنے والا کبھی اس طرف نکل آتا ہے تو اس کا دم گھٹنے لگتا ہے اور اس غار اصحاب کہف کو دیکھ کر کہنے لگتا ہے کہ

خدا تجھے کسی طوفان سے آشنا کردے
کہ تیرے بحر کی موجوں میں اضطراب نہیں
تجھے کتاب سے ممکن نہیں فراغ،کہ تو
کتاب خواں ہے مگر صاحب کتاب نہیں

لیکن بعض اوقات تو مدارس کے حق میں کسی طوفان سے آشنا ہونے کی دعا کرتے ہوئے بھی ڈر لگتا ہے، کیونکہ پہلے ہی کئی مدارس حالات کی نزاکتوں کی نظر ہو رہے ہیں جو ستم ظریفی کے طوفان کے تھپیڑوں اور مشکلات کے سمندر کی موجوں کی طرح ہیں اور مدارس کے در ودیوار سے ٹکرا کر انہیں قصہ پارینہ بنانے کے درپے ہیں۔واللہ المستعان۔باہر کے ہنگاموں اور سطحی عوامی تحریکات کی صدائے بازگشت بھی مدارس دینیہ کو گہنا رہی ہے۔جس میں ہمارے مدارس کے طلبہ کا مقام آلہ جہیر الصوت اور کردار محض نقال اور استقبال کرنے والوں کا ہے۔

اس سے بھی بڑا افسوس ناک منظر اور بڑی دلخراش حقیقت یہ ہے کہ جو تحریکیں اور دعوتیں، جو ہنگامے اور شور،جو انتشار واضطراب،جو تنظیمیں،اور طریقہ احتجاج آج عصری درس گاہوں اور دنیاوی تعلیم گاہوں میں نا مقبول ہونے کے بعد دوبارہ منظور نظر ہو رہے ہیں اور پیش افتادہ اور کہنہ فرسودہ سمجھے جانے کے بعد دوبارہ انقلاب کی نوید لگنے لگے ہیں' جیسے وہ علم اور ہدایت کی روشن راہوں میں داخل ہونے کے بعد ترقی، جدت اور انقلاب کے نام پر دوبارہ جہالت کے گہرے گڑھے گمراہی کی گھٹا ٹوپ وادی میں داخل ہوتے ہوئے لگ رہے ہیں۔ان کے اس ماحول کے برے اثرات اور اس کا ملبہ بھی کہیں دینی مدارس پر نہ آگرے اور پہلے سے گردش دوراں کا شکار مدارس کہیں ان کے برے اثرات سے مزید متاثر نہ ہو جائیں۔

طلباء مدارس دینیہ کی خدمت میں عرض ہے کہ تقدیر الٰہی نے تمہارے لئے جس دور کا انتخاب کیا ہے اس میں تمہاری ذمہ داریاں بہت زیادہ بڑھی ہوئی ہیں مگر اللہ کے حضور پر امید اور پر اعتماد ہوں کہ اس کی سرفرازیاں اور انعام واکرام بھی بہت بڑھ اور چڑھ کر ہوگا۔ذمہ داریوں سے گریز اور گردش زمانہ کی شکایت ذمہ داریوں سے عہدہ برآ نہیں کرتی بلکہ ذمہ داری کی ادائیگی کیلئے تگ ودو اور انتھک کوششیں مانگتی ہے جس کیلئے الہ تعالیٰ سے دعا گو ہونا چاہیئے کہ وہ ہمیں اس کی ہمت اور توفیق نصیب فرمائے اور ہم سب کو اپنے دین کی خدمت کیلئے قبول ومنظور فرمائے۔آمین

.....

بقیہ رحمت عالمؐ سے محبت

بندگانِ الٰہی! مکہ مکرمہ میں تخریب کاری کرنے والے تمام لوگوں سے لاتعلقی کرنا، اس کام کی پر زور مذمت کرنا ضروری ہے کیونکہ مکہ رسول اللہ ﷺ کا محبوب ترین شہر ہے۔ اللہ تعالیٰ اس شہر کی ہر بری سوچ رکھنے والے سے حفاظت فرمائے۔ اس کے خلاف منصوبے بنانے والوں کو انہی کی چالوں میں پھنسا دے۔اللہ تعالیٰ ان کی جڑیں کاٹ دے اور انہیں لوگوں کیلئے نشان عبرت بنا دے۔اے اللہ! اس مقدس شہر کی حفاظت فرما۔اے اللہ! اس مقدس شہر کی حفاظت فرما۔ اے اللہ! اس مقدس شہر کی حفاظت فرما۔اے اللہ! اے قوی و عزیز رب! جو اس شہر کے بارے میں غلط ارادے رکھتا ہے اسے اس کے معاملات میں الجھا دے اس کی چالیں اسی کی ہلاکت کا ذریعہ بنا دے۔اے اللہ! سرحدوں پر ہمارے فوجی لشکروں کی حفاظت فرما۔اے اللہ! سرحدوں پر ہمارے فوجی لشکروں کی حفاظت فرما۔اے اللہ! سرحدوں پر ہمارے فوجی لشکروں کی حفاظت فرما۔اے اللہ! ان کے نشانے درست فرما۔ان کے عزائم کو تقویت عطا فرما۔آمین!

.....

وی پی آرہا ہے

⊙ جن قارئین کرام کا سالانہ چندہ ختم ہو چکا ہے انہیں ہفت روزہ اہل حدیث وی پی بھیجا جارہا ہے۔جسے وصول کرنا ان کا جماعتی واخلاقی فرض ہے۔(ادارہ)

یادِ رفتگان

بابائے عربی مولانا محمد بشیر رحمہ اللہ سیالکوٹی

تحریر
جناب صاحبزادہ برق التوحیدی

۱۰ستمبر بروز ہفتہ محقق العصر فضیلۃ الشیخ حضرت مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا عبدالرشید حجازی ﷾ کی رفاقت میں حضرت علامہ عبدالعزیز حنیف رحمہ اللہ تعالیٰ کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے اسلام آباد جانا ہوا تو نماز جنازہ سے فراغت کے بعد حضرت مولانا محمد بشیر سیالکوٹی کی عیادت کا پروگرام بنایا، دیگر چند ساتھیوں کے ہمراہ مولانا سیالکوٹی کے در دولت پر حاضری ہوئی' موصوف پیرانہ سالی اور نقاہت کے باوجود بڑے تپاک سے ملے۔ الشیخ اثری حفظہ اللہ تعالیٰ سے چونکہ ان کے دیرینہ اور گہرے تعلقات تھے۔ ان سے خوب دل کھول کر باتیں کیں، ہم بھی شریک گفتگو رہے۔ موصوف نے وفد کی ''لسی'' سے پرخلوص تواضع کی، تقریباً آدھ گھنٹہ کی ملاقات کے بعد اجازت چاہی اور ہمارا قافلہ فیصل آباد کو واپس روانہ ہوا۔

یہ حضرت مولانا محمد بشیر سیالکوٹی رحمہ اللہ سے آخری ملاقات تھی۔ جبکہ پہلی ملاقات بلکہ زیارت کا موقع تب ملا جب راقم الحروف اپنے دینی تعلیمی سفر کے آغاز پر جامعہ تعلیمات اسلامیہ میں حاضر ہوا۔ تب جامعہ تعلیمات اسلامیہ جناح کالونی لائل پور کی ایک کوٹھی میں ''مقیم'' تھا۔ پھر ایک حادثہ کے نتیجے اور دیگر وقتی تقاضوں کے تحت اسے سرگودھا روڈ پر منتقل کیا گیا۔ اس وقت حضرت مولانا بشیر سیالکوٹی رحمہ اللہ اسی جامعہ سے متعلق تھے۔

جامعہ تعلیمات اسلامیہ ہی میں راقم الحروف کو مولانا محمد بشیر سیالکوٹی کی زیارت ہوئی اور پھر یہ زیارت تقریباً پچاس سال کا سفر طے کرتے ہوئے ۱۰ستمبر ۲۰۱۶ء تک پہنچی کہ اس کے چند دن بعد یعنی ۱۷ اکتوبر ۲۰۱۶ء مولانا موصوف کی نماز جنازہ میں شرکت کے لیے محدث العصر الشیخ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ تعالیٰ اور حضرت مولانا عبدالحی انصاری کی رفاقت میں اسلام آباد حاضر ہو کر اسلام آباد کے مرکزی قبرستان کی جنازگاہ میں زیارت کا موقعہ ملا۔ لیکن اب مولانا محمد بشیر ''موصوف'' نہیں ''مرحوم'' ہو چکے تھے۔

مولانا مرحوم سیالکوٹ جیسے مردم خیز علاقہ کے گاؤں بھاڑہ میں ۱۹۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی عصری تعلیم گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد گوجرانوالہ جامعہ اسلامیہ میں حاضر ہوئے۔ بعد ازاں فیصل آباد میں کلیۃ دار القرآن والحدیث سے ۱۹۶۳ء میں سند فراغت پائی' کچھ عرصہ جامعہ سلفیہ میں بھی رہے۔ جبکہ پنجاب یونیورسٹی سے ۱۹۶۷ء میں بی اے اور بعد ازاں ۱۹۷۵ء میں ایم اے عربی کیا۔ نیز مدینہ یونیورسٹی سے تربیتی کورس بھی کیا۔ اپنے تعلیمی سفر میں مرحوم نے وقت کے جن اساطین علم وفضل کے سامنے زانوے تلمذ تہہ کیے ان میں حضرت العلام حافظ محمد محدث گوندلوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد عبداللہ ویروالوی، شیخ الحدیث حضرت مولانا ابوالبرکات احمد مدراسی، حضرت مولانا عبدالغفار حسن اور حضرت الشیخ حماد انصاری رحمہم اللہ تعالیٰ خصوصاً قابل ذکر ہیں۔

مولانا مرحوم سیالکوٹ جیسے مردم خیز علاقہ کے گاؤں بھاڑہ میں ۱۹۴۶ء کو پیدا ہوئے۔ ابتدائی عصری تعلیم گاؤں میں حاصل کرنے کے بعد گوجرانوالہ جامعہ اسلامیہ میں حاضر ہوئے۔ بعد ازاں فیصل آباد میں کلیۃ دار القرآن والحدیث سے ۱۹۶۳ء میں سند فراغت پائی۔

بہرحال نصف صدی سے زائد عرصہ پر محیط شناسائی میں کئی مرتبہ مولانا مرحوم کو قریب سے دیکھنے، ان کی مجلس میں بیٹھنے اور ملنے کا اعزاز ملا۔ حقیقت یہ ہے کہ مولانا مرحوم نے نہایت فعال اور متحرک زندگی گزاری، وہ کچھ عرصہ تک بسلسلہ ملازمت سعودیہ میں مقیم رہے۔ مگر ان کی خود دار طبیعت نے انہیں واپس وطن پہنچ کر کچھ کرنے پر مجبور کیا۔ چنانچہ ان کی سیماب صفت شخصیت نے اسلام آباد میں اپنی دنیا بسا کر اسے آباد کرنے کو ترجیح دی۔ مولانا مرحوم شروع ہی سے عربی ادب سے گہرا تعلق رکھتے تھے۔ لیکن سعودی عرب سے واپسی پر اُنہوں نے عربی لغت کی خدمت کو اپنی زندگی کا مشن بنا لیا۔ کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ عربی لغت، محض ایک زبان نہیں بلکہ وہ ہماری دینی اور مذہبی زبان ہے۔ جسے سیکھے بغیر ہم اپنے دینی اور اسلامی مصادر شریعت قرآن وحدیث کو سمجھ نہیں سکتے اور قرآن و حدیث سے براہ راست استفادہ کیے بغیر موجودہ ضلالت و جہالت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ اگر ہماری نسل نو عربی لغت سے واقف ہو جائے اور کم از کم اس قدر مہارت پا لے کہ قرآن وحدیث کو سمجھ سکے تو یہ اسلام اور ملت اسلامیہ کی بہت بڑی خدمت ہوگی جس کے نتیجے میں ہماری نسل نو خود بخود اسلامی سانچہ میں ڈھل جائے گی۔ کیونکہ عربی لغت محض ایک زبان ہی نہیں بلکہ ایک تہذیب وثقافت کی ترجمان اور آئینہ دار زبان ہے۔

سب سے بڑی بات یہ کہ عقیدت ومحبت کے پہلو میں یہ ہماری دینی اور مذہبی کتاب۔ قرآن کریم۔ کی زبان، ہمارے محبوب پیغمبر ﷺ کی زبان ہے اور اس تہذیب وثقافت کی زبان ہے جو اسلامی تعلیمات و ہدایات کی آئینہ دار ہے۔ تو ایک قوم یا ملت اسلامیہ ہونے کے اعتبار سے ہم اس زبان سے مستغنی نہیں ہو سکتے۔ ایک مسلم قومیت کے اعتبار سے ہماری اصل قومی زبان عربی ہی ہے۔

یہی وجہ ہے کہ پاکستان میں ہمیشہ ہی اجتماعی اور انفرادی کوششیں ہوتی رہیں کہ عربی زبان کو اس کی حیثیت میں تسلیم کرکے اس کی تدریس وتعلیم کا انتظام ہونا چاہیے۔ اس سلسلہ میں دینی اداروں کی کوشش اپنی جگہ لیکن انفرادی سطح پر عربی زبان کی خدمت جو مولانا مرحوم نے کی اور جس خلوص ومحنت اور جانفشانی سے کی وہ شاید کسی کا نصیب نہ بن سکی ہو۔ خصوصیت یہ ہے کہ اُنہوں نے محض رسمی طور پر نہیں کہ محض بول چال کو فروغ دیا بلکہ اس کا جدید تقاضوں کے مطابق ایک نصاب بھی قوم کو فراہم کیا، جو ان کا قوم پر ہی نہیں بلکہ لغت عرب پر بھی احسان ہے۔ بلاشبہ قدیم دور کے نصاب۔ الطریقۃ

الجدیدۃ کی بھی افادیت تھی مگر جس طرح اُنہوں نے نہایت سہل، آسان فہم لیکن قواعد وضوابط کو پیش نظر رکھتے ہوئے کتب کو مرتب کیا وہ اس دور میں عربی ادب ولغت کی ایک اہم ضرورت کو پورا کرنے کے مترادف ہے:[کم ترك الأولون للآخرين] اپنی جگہ پر تاہم تسلیم کرنا پڑے گا کہ موصوف نے عربی لغت کی تعلیم وتدریس اور فروغ میں ایک ایسا وقیع لٹریچر فراہم کیا ہے کہ ایک عرصہ تک اس میں تبدیلی کی ضرورت محسوس نہ ہوگی۔ ہم اس موقعہ پر موصوف کے تیار کردہ اس نصاب لغت کے محاسن اور فنی پہلوؤں پر تبصرہ تو نہیں کرنا چاہتے البتہ یہ ضرور کہیں گے کہ عربی لغت کی جو اہمیت ہے اس کو اُجاگر کرنے اور مرحوم کے مشن کو آگے بڑھانے کی جو اشد ضرورت ہے' دینی حلقوں کو بالعموم اور مسلکی حلقوں کو بالخصوص اس کی طرف توجہ دینی چاہیے۔

عربی زبان سے بغض اور دشمنی انسان کو قرآن وسنت سے دشمنی تک پہنچا دیتی ہے اور یہ دائمی بدبختی ہے۔

بلاشبہ ہمارے معاشرہ کے بہت سے لوگ بلکہ ایک مخصوص طبقہ اس بدبختی کا شکار ہو کر عربی زبان سے بغض و عداوت رکھتا ہے اور اسے اپنی ترقی اور سنیارٹی میں رکاوٹ اور خطرہ سمجھتا ہے۔ جس کے مقابلہ میں اسلامی فکر کے حاملین کی ذمہ داری اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ وہ عربی لغت کے فروغ کے لیے کمربستہ ہوں۔

یقیناً معروضی حالات میں ہمارے مدارس میں اردو ادب ولغت پر توجہ دیئے جانے کی بڑی ضرورت ہے کہ یہی زبان ہمارے اظہار خیال کا ذریعہ ہے مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ اردو لغت اور ادب میں مہارت اور اس پر دسترس وعبور تب تک ممکن نہیں جب تک عربی لغت سے واقفیت بلکہ اس میں عبور حاصل نہ ہو، کیوں کہ اُردو زبان کے ذخیرہ الفاظ وتراکیب میں عربی اور فارسی کا ایک بہت بڑا بلکہ غالب حصہ عربی کا ہے جس کی بنا پر عربی کی تعلیم کا تقاضا اور بھی شدت اختیار کر جاتا ہے۔

بہر حال حضرت مولانا محمد بشیر سیالکوٹی رحمہ اللہ بلا لومۃ لائم اور بے لوث ساری زندگی اس مشن میں کمربستہ رہے اور حالات کا جبر اُنہیں کسی مرحلہ بھی مایوس نہ کر سکا۔ یہ شوق اگرچہ اُنہیں شروع ہی سے قسام ازل نے عطا کر رکھا تھا۔ مگر مرور ایام کے ساتھ یہ شوق جنوں کی شکل اختیار کر گیا اور جوں جوں ان کی عمر ڈھلتی گئی یہ جذبہ سرد ہونے کی بجائے سہ آتشہ ہوتا گیا۔

بات دور نکل گئی ہم ذکر کر رہے تھے کہ حضرت مولانا مرحوم سے جو تعلق غیر رسمی زیارت سے شروع ہوا وہ محبت وعقیدت میں بدلتا گیا' بالخصوص یہ کہ مولانا مرحوم ادارہ علوم اثریہ کی تاسیسی مجلس مشاورت کے رُکن تھے۔ وہ گاہے بگاہے ادارہ علوم اثریہ کے بانی سرپرست حضرت مولانا محمد اسحاق چیمہ رحمہ اللہ تعالیٰ کی دعوت پر اسلام آباد سے اجلاس میں شرکت کے لیے تشریف لاتے' یہ ان کی ادارہ علوم اثریہ سے پرخلوص محبت اور علمی تعلق کا مظہر تھا اور راقم الحروف ادارہ میں زیر تعلیم رہا۔ پھر میں وہیں بطور ریسرچ فیلو ٹھہرا تو اس دوران متعدد بار حضرت مرحوم کو قریب سے دیکھنے بلکہ مجالس میں ان سے استفادہ کرنے کا موقعہ بھی ملا۔

اہم کارنامہ

جیسا کہ ذکر ہوا ہے حضرت مرحوم ادارہ علوم اثریہ کی مجلس مشاورت کے بنیادی رُکن تھے' اسی حوالہ سے جب شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ کی مایہ ناز اور اپنے موضوع پر لاثانی کتاب ''ازالۃ الخفاء'' پر کام کرنے کی بات چلی تو طے پایا کہ اس کی تحقیق وتخریج کا کام محقق العصر حضرت الشیخ مولانا ارشاد الحق اثری حفظہ اللہ انجام دیں گے۔ جبکہ تعریب حضرت مولانا محمد بشیر سیالکوٹی فرمائیں گے، تو اُنہوں نے بڑی خوشی سے اس ذمہ داری کو قبول کیا اور پھر اس کام کو ان دونوں حضرات نے جس محنت ولگن اور جانفشانی سے انجام دیا کتاب اس کا منہ بولتی شاہد عدل ہے۔ ''ازالۃ الخفاء'' پر دونوں اعتبار سے کام اگرچہ کافی دیر قبل کا مکمل ہو چکا تھا، مگر اس ضخیم کتاب کی اشاعت کی کوئی سبیل نہ بن پا رہی تھی۔ مولانا سیالکوٹی مرحوم ہمیشہ فرمایا کرتے تھے کہ میری زندگی کی اہم ترین خواہش ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مطبوع حالت میں مجھے دیکھنا نصیب فرمائے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت وتوفیق سے انہیں [من حیث لا یحتسب] وسائل دیئے تو اُنہوں نے تقریباً ایک سال قبل اس کتاب کو زیور طباعت سے آراستہ کر دیا جس پر وہ بڑے فرحاں وشاداں تھے۔ اُنہیں بجا طور پر اس کارنامہ پر نازاں ہونا چاہیے تھا کہ علمی دنیا کو آپ نے ایک نادر تحفہ پیش کیا جو یقیناً ان کی دیگر جملہ تصنیفی خدمات پر بھاری ہے۔

حضرت مرحوم نے اگرچہ بنیادی طور پر عربی زبان کی بے لوث اور انتھک خدمت میں نام کمایا لیکن اس پہلو میں ان کے مرتب کردہ نصاب تعلیم اور تدریس لغت عربی کے سہل ترین لٹریچر کے علاوہ بھی تصنیفی خدمات انجام دیں۔ اس ضمن میں حضرت شاہ ولی اللہ کے عربی زبان میں حالات زندگی ..... [الامام المجدد والمحدث الشاه ولی الله الدهلوی، حیاته ودعوته] کے نام سے قلمبند کیے۔ اسی طرح وفاقی شرعی عدالت اور سپریم کورٹ پاکستان کے قادیانیت سے متعلق فیصلوں کا عربی اور اردو ترجمہ کیا، علاوہ ازیں عربی لغت سے متعلق تعلیمی وتدریسی نصابی و معاون کتب کے علاوہ آپ نے تحریر وتصنیف کے میدان میں بڑی قابل قدر خدمات انجام دیں۔

الغرض حضرت مولانا محمد بشیر سیالکوٹی رحمہ اللہ تعالیٰ ایک مرنجان مرنج شخصیت کے مالک تھے۔ ان کی طبیعت بڑی استغناء پسند تھی۔ اسی پس منظر میں آپ کسی کے ماتحت رہ کر کام کرنا پسند نہ کرتے تھے۔ اُنہوں نے اپنی دنیا بسائی اور خوب ترقی پائی۔ بظاہر آپ کا حلقۂ یاراں بڑا محدود تھا کہ خالص علمی تعارف کے حامل حضرات کا حلقہ تعلق عوامی خطباء کی نسبت کم ہی ہوتا ہے لیکن ان کی نماز جنازہ میں جس قدر جملہ طبقات زندگی کے نمائندہ لوگوں نے جس عقیدت ومحبت سے شرکت کی تو محسوس ہوا کہ وہ اپنے علمی حلقہ سے آگے ایک وسیع عوامی حلقہ بھی رکھتے تھے۔ علماء ومشائخ اور سرکاری اداروں کے ملازمین کے علاوہ یونیورسٹیوں اور کالجز کے اساتذہ وطلبہ کا ایک جم غفیر' دینی مدارس ومسلکی مساجد کے حلقہ جماعت کے ساتھ موجود تھا اور سبھی نے اپنی اشکبار آنکھوں سے عربی زبان کے اس خادم بلکہ محسن کو پروفیسر ڈاکٹر فضل الٰہی حفظہ اللہ کی امامت میں الوداع کہا۔

اللہ تعالیٰ اپنے بندے محمد بشیر کی بشری لغزشوں سے صرف نظر فرما کر انہیں بشارت جنت الفردوس کا مصداق بنائے۔ آمین!

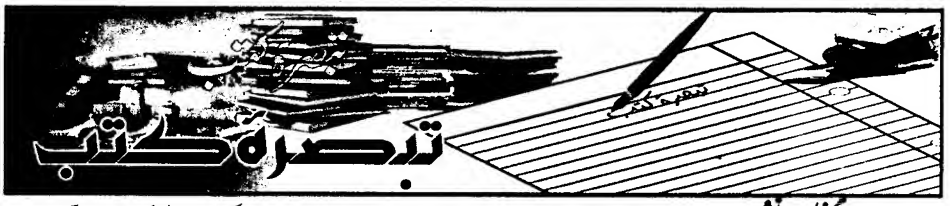

نام کتاب: محفل دانشمنداں
مصنف: محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ
صفحات: 320 قیمت: درج نہیں
کمپوزنگ: محمد لقمان سعید' پروف ریڈنگ حافظ محمد حسان سعید
ناشر: سعید احمد بھٹی (محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ)
ملنے کا پتہ: ① محمد اسحاق بھٹی ریسرچ انسٹی ٹیوٹ 205/13 جناح سٹریٹ' اسلامیہ کالونی' ساندہ۔ لاہور
② مکتبہ اسلامیہ' ہادیہ حلیمہ سنٹر' غزنی سٹریٹ' اردو بازار لاہور 042-3724497

تبصرہ نگار: مدیر اعلیٰ۔

اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان اور اہل علم کو بہت سے درجات سے نوازا ہے۔ حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ بے شک عالم کو عابد پر اس طرح فضیلت حاصل ہے جیسے کہ چودھویں رات کے چاند کو تمام ستاروں پر فضیلت ہے اور بے شک علماء انبیاء کے وارث ہیں۔ اسی فضیلت کی بنا پر دینی ادب میں علماء کرام کے تذکروں' حالات زندگی اور تراجم کو بڑی اہمیت حاصل ہے۔ اسی فن تذکرہ نگاری میں مؤرخین ومحدثین نے بڑی محنت سے لاکھوں اعاظم رجال کے حالات تاریخ میں محفوظ کر دیئے ہیں۔ امام نووی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب طبقات الفقہاء میں لکھا ہے:

(ترجمہ) ''انسان کا علماء کے حالات سے واقف ہونا موجب کمال وزینت ہے۔ طلبہ اور اہل علم کا ان سے بے خبر رہنا عیب اور ننگ ہے۔ جو بیدار مغز ہیں وہ جانتے ہیں کہ یہ معلومات بڑی مفید اور کارآمد ہیں اور ان سے ناواقفیت نقص اور فساد کا سبب بنتی ہے۔ اس لیے کہ علماء دین کو ابدی سعادت حاصل ہے۔ نیز وہ علم کے راوی ہوتے ہیں اور علم ہی بلند مراتب کے حصول کا زینہ ہے۔ ان کا کمال دوسروں میں بھی جن تک ان کا علم پہنچتا ہے کمال پیدا کرتا ہے' ان کی کوتاہی دوسروں کے لیے خلل اور خرابیٔ عقل کا باعث بنتی ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ایک عالم اپنے طالب علم کے لیے بمنزلہ باپ کے بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہوتا ہے۔ پس اگر وہ عالم کی بابت کچھ نہ جانے تو ایسے ہی ہوگا جیسے اپنے باپ کی بابت کچھ نہ جانے۔ بلکہ اس سے زیادہ گمراہ کہلائے گا۔''

اب مؤرخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ کی (م ۲۲ دسمبر ۲۰۱۵ء) کتاب ''محفل دانشمنداں'' ہمارے پیش نظر ہے۔ جو مرحوم کے برادر صغیر جناب سعید احمد بھٹی کے زیر نگرانی بڑے خوبصورت انداز میں شائع ہوئی ہے۔ اس میں پچیس شخصیات پر مضامین شامل ہیں۔ ان میں علماء بھی ہیں' ادبی سکالر بھی ہیں اور سیاسی رہنما بھی ہیں۔ مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ پر ممتاز مقالہ نگار رانا محمد شفیق پسروری کا جامع مضمون ''قندمکرر'' کے طور پر شائع کیا گیا ہے۔ ایک مضمون حافظ محمد حسان سعید کا ہے۔ آہ! ابوجی..... ہمیں ہمیشہ کے لیے چھوڑ گئے۔ ڈاکٹر زاہد منیر عامر (پنجاب یونیورسٹی) نے پیش گفتار کے عنوان سے بڑا جاندار اور شاندار مقدمہ لکھا ہے۔ باقی سب مضامین بھی بھٹی صاحبؒ کی علمی' تحقیقی' تاریخی اور شگفتہ نگارشات کے امین ہیں۔

مؤرخ اسلام مولانا محمد اسحاق بھٹیؒ صاحب طرز ادیب' مستند عالم دین' مایۂ ناز تذکرہ وخاکہ نگار' کہنہ مشق صحافی اور شگفتہ اسلوب تحریر کے مالک تھے۔ جس موضوع پر قلم اٹھاتے اس کا حق ادا کر دیتے۔ ادارہ ثقافت اسلامیہ سے وابستگی کے دور میں انہوں نے چوتھی صدی کے نامور محقق محمد بن اسحاق بن الندیم کی مایۂ ناز کتاب ''الفہرست'' کا بڑا رواں دواں ترجمہ کیا۔ اسی طرح دس جلدوں میں اپنی جامع تصنیف فقہاء ہند میں تیرھویں صدی تک کے ہزاروں علماء' فقہاء کے حالات قلمبند کیے ہیں۔ آپ اسی ادارہ کے ماہنامہ ''المعارف'' کی ادارت کی ذمہ داری بھی انجام دیتے رہے۔ آپ ہفت روزہ ''الاعتصام'' ہفت روزہ ''منہاج'' ہفت روزہ ''توحید'' ہفت روزہ ''اہل حدیث'' لاہور کے بھی مدیر اعلیٰ رہے اور ان کے علمی' تحقیقی اور سیاسی اداریوں کا بڑا شہرہ رہا۔

مولانا بھٹی صاحب نے بڑی سادگی سے زندگی بسر کی' وہ تکلف سے کوسوں دور اور شہرت سے نفور تھے۔ اخلاص' باہمی محبت وہمدردی' حسن اخلاق' عجز وانکساری' قناعت' زہد وتقویٰ اور حلم وقلم ان کا سرمایہ حیات تھا۔ انہوں نے بلا امتیاز شخصیات کے حالات' خدمات' مشاہدات اور واقعات بڑے اچھوتے انداز میں قلمبند کیے ہیں۔ قاری انہی میں کھو کر رہ جاتا ہے۔ انہوں نے چالیس سے زائد کتابیں لکھیں' حقیقی بات یہ ہے کہ وہ ایک عہد کی تاریخ تھے۔ انہوں نے اہل علم کو یاد دلایا کہ تحریریں نہ صرف زندہ رہتی ہیں بلکہ اہل قلم کو زندہ بھی رکھتی ہیں۔

آخر میں ایک امر کا تذکرہ ضروری معلوم ہوتا ہے کہ ''محفل دانشمنداں'' میں ملک حسن علی شرقپوری' قاضی عبدالباقی' چودھری علی ارشد اور بشیر انصاری (راقم الحروف) پر مضامین کا انتظار تھا کیونکہ جب ''محفل دانشمنداں'' کی فہرست نظر سے گزری تھی تو اس میں چار نام بھی شامل تھے۔ جیسا کہ محترم جناب مولانا محمد اسحاق بھٹی رحمہ اللہ ۲۸ مارچ ۲۰۰۸ء کے ایک مکتوب گرامی میں اپنی کتاب ''محفل دانشمنداں'' کے بارے میں مجھے لکھتے ہیں کہ ''محفل دانشمنداں'' شخصیات کے اس مجموعے میں موجودین بھی شامل ہیں اور غیر موجودین بھی۔ آپ کا ذکر خیر اسی کتاب میں کیا گیا ہے' یہ بھی ساڑھے چھ سو صفحات کے لگ بھگ ہو گی۔ ہم نے نہایت مسرت کے ساتھ آپ کو ''محفل دانش منداں'' میں بٹھا دیا ہے۔ اس لیے کہ ہمارے نزدیک آپ کا یہی مقام ہے۔ اس محفل میں جچے رہیے گا۔'' اخلاص کیش..... محمد اسحاق بھٹی

میرا نام تو ''چمنستان حدیث'' میں آیا ہے باقی نام نہیں آئے' اب یہ امر محترم سعید احمد بھٹی کی صوابدید پر ہے کہ وہ کیا کرتے ہیں۔ تاہم ''محفل دانشمنداں'' کی اشاعت پر جناب سعید احمد بھٹی صاحب مبارکباد کے مستحق ہیں اور امید رکھتے ہیں کہ وہ اپنے ابوجی کے دیگر مسودات کو دیکھ کر ان کی اشاعت کا اہتمام کرتے رہیں گے۔

.....

علماء کنونشن

⊙ مرکزی جمعیت اہل حدیث حلقہ تھانہ تتلے عالی کے زیر اہتمام پانچواں سالانہ علماء کنونشن 27 نومبر بروز اتوار بعد نماز ظہر جامع مسجد محمدی اہل حدیث ماڑی بھنڈراں میں منعقد ہو رہا ہے۔ زیر صدارت: جناب سید محمد مصطفیٰ جعفر امیر تحصیل نوشہرہ ورکاں' زیر قیادت: مولانا ڈاکٹر محمد یعقوب ناظم نوشہرہ ورکاں۔ خصوصی خطاب: مناظر اسلام مولانا حافظ محمد عمر صدیق آف گوجرانوالہ۔ عنوان: برصغیر پاک وہند میں علماء اہل حدیث کی خدمات۔ مہمان خصوصی: مولانا محمد ابرار ظہیر گوجرانوالہ ہوں گے۔ مولانا سید محمد بلال طاہر' امیر حلقہ تھانہ تتلے عالی گوجرانوالہ

طب وصحت

موسم سرما احتیاطی تدابیر

جناب حکیم راحت نسیم سوہدروی

موسم سرما کا آغاز نومبر میں ہوتا ہے اور فروری تک چلتا ہے۔ ان مہینوں میں عموماً شدت کی سردی پڑتی ہے۔ اگر سردی سے بچاؤ کا اہتمام نہ کیا جائے تو سردی مضر ثابت ہو سکتی ہے۔ موسم سرما طب وصحت کے حوالے سے جسم انسانی کے لیے مفید ہے۔ بیمار حضرات کو اس موسم میں علاج کرانا چاہیے کیونکہ جلد صحت یابی کی توقع ہوتی ہے۔ سردی سے بچاؤ اور موسم سرما کے امراض سے بچاؤ کے لیے ضروری ہے کہ درج ذیل تدابیر پر عمل کیا جائے۔

غسل

موسم گرما میں دن میں کئی بار نہایا جاتا ہے لیکن سردی کے باعث عوام غسل بارے محتاط رہتے ہیں۔ وہ لوگ جن کی صحت موسمی شدتوں کی متحمل نہیں رہ سکتی وہ ہفتوں نہیں بلکہ مہینوں نہیں نہاتے۔ سردی کی شدت اور نمونیہ ہونے کا ڈر بجا مگر زیادہ دیر نہ نہانا بھی مضر صحت ہے۔ مناسب طریقہ تو یہ ہے کہ دن میں ایک غسل آفتابی کریں' اگر وقت نہ ہو یا کوئی امر مانع ہو تو پھر دن میں ایک بار نیم گرم پانی سے غسل کر لیا جائے۔ غسل ایسی جگہ کریں جہاں ٹھنڈی ہوا کے جھونکے نہ ہوں۔ اگر جسمانی طور پر کمزوری ہے یا پھر عمر کے سبب جسم میں طاقت نہیں تو ہفتہ میں کم از کم ایک بار ضرور نہایا جائے۔ غسل سے دوران خون کی رفتار تیز ہو جاتی ہے۔ جسم میں فرحت' چستی پیدا ہو کر صلاحیت عمل بڑھ جاتی ہے۔ اگر غسل نہ کیا جائے تو جسم کے اندر گرم غذاؤں کی تاثیر اور مسامات کے بند رہنے سے نہ صرف جلدی عوارض سر اٹھائیں گے بلکہ جسم کی طبعی نشو ونما بھی متاثر ہو گی۔

لباس

موسم سرما کے آغاز کے ساتھ ہی بتدریج گرم کپڑوں کا استعمال شروع کر دیں۔ چھوٹے اور شیر خوار بچے چونکہ جسمانی اور طبعی طور پر سبک اور نازک ہوتے ہیں اس لیے سرد ہوا کا ایک جھونکا بھی انہیں شدید عارضے میں مبتلا کر سکتا ہے' اس لیے بھی کہ اس موسم میں ہوا سرد اور تیز ہوتی ہے اس لیے ہر شخص اپنی صحت وحالات کے مطابق گرم کپڑوں کا استعمال کرے۔ گردن' سینے اور پاؤں کو سردی سے بچانے کے لیے خصوصی اہتمام کریں۔ علی الصبح بیدار ہو کر نماز فجر کے بعد کھلے کپڑوں میں ہلکی پھلکی ورزش کو معمول بنائیں۔

غذا

موسم سرما چونکہ گرما کے بعد آتا ہے اور گرمیوں میں بھوک کم لگتی ہے۔ جسم سے فضلات بذریعہ پسینہ آسانی سے خارج ہوتے ہیں جس سے حرارت وتوانائی برقرار رہتی ہے مگر موسم سرما میں ہوا کے سرد اور تر ہو جانے سے جسم کے مسامات بند ہو جاتے ہیں جس سے پسینہ نہیں آتا تو حرارت وتوانائی کا نظام بھی صحیح نہیں رہتا۔ یہی وجہ ہے کہ جسم کی حرارت کو برقرار رکھنے کے لیے زیادہ مقوی غذا کی ضرورت ہوتی ہے' اس لیے کھانے پینے کے شوقین حضرات واہل ذوق کو مرغن' گرم اشیاء بہ اعتدال استعمال کرنی چاہئیں۔ خشک میوہ جات بادام' مغزیات' چلغوزہ' مونگ پھلی اور کشمش وغیرہ کا استعمال جسم کو حرارت مہیا کرتا ہے۔ چونکہ اس موسم میں اشتہا بڑھ جاتی ہیں اس لیے ثقیل اشیاء بھی جلد ہضم ہو جاتی ہے۔ چونکہ یہ موسم خوش خوراکی وخوش لباسی کے لحاظ سے بہت مناسب ہے اس لیے حتی الوسع بہتر سے بہتر اور ہر قسم کی غذا استعمال کر سکتے ہیں۔ تاکہ نشو ونما کا یہ مہینہ امراض کی آماجگاہ نہ بن جائے۔ ناشتہ میں حسب استطاعت' دودھ' انڈہ' دلیہ' ڈبل روٹی مفید ومناسب ہے۔ دوپہر شام کھانے میں گوشت' مچھلی' سبزیاں اور پھل وغیرہ استعمال کریں' گرم مصالحہ جات بھی اعتدال میں استعمال کر سکتے ہیں۔ اگر ممکن ومناسب ہو تو دوپہر کو پھل زیادہ اور کھانا کم کھائیں جبکہ رات کو خوب پیٹ بھر کر کھائیں۔ گاجر جسے اطباء نے سستا سیب قرار دیا ہے اس موسم کی اچھی غذا ہے۔ گاجروں کا حلوہ بھی بنا کر اس موسم میں کھایا جاتا ہے۔ جسم کے درجہ حرارت کو قائم رکھنے کے لیے مقوی غذاؤں کا استعمال ضروری ہے۔

احتیاطی تدابیر

صبح شام سردی کے اوقات میں بلاضرورت باہر نہ نکلیں' رات چونکہ بہت سرد ہوتی ہے اس لیے کھلے میدان یا بالکل بند کمرے میں نہ سوئیں بلکہ کمرہ میں کھڑکی یا روشندان ہمیشہ کھلا ہونا چاہیے۔ اپنے پیروں کو ہمیشہ گرم رکھیں کیونکہ پاؤں کی طبعی حالت جسم انسانی پر بہت اثر انداز ہوتی ہے۔ اگر کمزور ہیں اور موسمی شدت کا مقابلہ نہیں کر سکتے تو دھوپ میں بیٹھ کر تلوں کے تیل کی مالش کریں۔ اگر صحت مند ہیں تو نماز فجر کے بعد ضروریات سے فارغ ہو کر سیر ضرور کریں۔ اگر یہ نہ کر سکتے ہوں تو صحت کے مطابق کھلی جگہ ہلکی ورزش کریں۔

موسم سرما میں جلد زیادہ متاثر ہوتی ہے۔ خصوصاً جن دنوں برفانی سردی پڑتی ہے کیونکہ دیگر اعضاء کپڑوں' جوتوں اور جرابوں میں لپٹے ہوتے ہیں۔ چہرہ کی جلد خشک اور پھٹ جاتی ہے ان کے لیے گلیسرین لگانا مفید ہے۔ اگر داغ پڑھ جائیں تو نیم گرم پانی سے صابن کے ساتھ دھوئیں۔ بعض لوگوں کی جلد پر خراش ہوتی ہے ان حالات میں گلیسرین اور عرق گلاب ملا کر استعمال کرنا مفید ہے۔

نزلہ' زکام اور کھانسی موسم سرما کے خاص امراض ہیں ان کے لیے ذیل کا نسخہ مفید ہے:

گل بنفشہ ۵ گرام' گل گاؤزبان ۵ گرام' تخم خطمی ۵ گرام' عناب ۵ گرام' سپستاں ۹ دانہ' اصل السوس نیم کوفتہ ۵ گرام۔ پانی میں جوش دے کر چھان کر ضرورت کے مطابق چینی ملا کر صبح شام پی لیں۔

خط وکتابت پتہ: حکیم راحت نسیم سوہدروی' مطب ہمدرد
سکیم موڑ علامہ اقبال ٹاؤن۔ لاہور فون 042-37803520

صدر جمعیۃ اساتذہ کے ضلعی دورہ جات

⊙ 6 نومبر: پریس کلب لاہور..... 12 نومبر' ہری پور' صوبہ خیبر پختونخواہ..... 13 نومبر: ایبٹ آباد' اسلام آباد' راولپنڈی ..... 14 نومبر: کنگن پور ضلع قصور..... 16 نومبر: چونڈہ' پسرور' ضلع سیالکوٹ ..... 20 نومبر: قصور شہر ..... 24 نومبر: مرید کے ضلع شیخوپورہ۔ ان شاء اللہ!

منجانب: محمد طارق جاوید ناظم دفتر جمعیۃ اساتذہ پاکستان

اہم اعلان

⊙ جمعیۃ اساتذہ پاکستان کے ڈویژنل اور ضلعی ذمہ داران سے درخواست ہے کہ وہ اپنی ضلعی اور تحصیلی کابینہ کی فہرستیں جلد ارسال کریں۔ ضلعی ذمہ داران کا اجلاس 27 نومبر بروز اتوار مرکزی دفتر لاہور میں ہوگا۔ احباب نوٹ فرمالیں۔

منجانب: محمد طارق جاوید ناظم دفتر جمعیۃ اساتذہ پاکستان

علامہ اقبالؒ دین اور سیاست کو الگ نہیں سمجھتے تھے آج اسے الگ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے

علامہ اقبالؒ نے قطعا ایسے پاکستان کا خواب نہیں دیکھا تھا کہ جہاں غیر ملکی مداخلت ہو۔ پروفیسر ساجد میر

مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان کے سربراہ سینیٹر پروفیسر ساجد میر نے کہا ہے کہ علامہ اقبال نے برطانوی سامراج سے آزاد جس وطن کا خواب دیکھا تھا، آج اسے امریکی سامراج کی غلامی میں دھکیل دیا گیا۔ اقبال دین اور سیاست کو الگ نہیں سمجھتے تھے، مگر آج اسے الگ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اس امر کا اظہار انہوں نے جنوبی کوریا میں فکر اقبال اور آج کا پاکستان کے موضوع پر منعقدہ تقریب سے خطاب کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے کہا کہ جو لوگ بھارت کو پسندیدہ ملک قرار دیتے ہیں وہ فکر اقبال سے روگردانی اور دو قومی نظریے کی نفی کرتے ہیں۔ اقبال دین اور سیاست کو الگ نہیں سمجھتے تھے مگر آج اسے الگ کرنے کی کوشش کی جارہی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ علامہ اقبال نے پوری دنیا کو مسلمانوں کا وطن قرار دیا اور انہوں نے ملت اسلامیہ کے اندر احساس زیاں پیدا کیا اور انکے دلوں کو ایمان اور یقین کے نور سے منور کیا۔ انہوں نے اپنی تحریروں میں فکر و خیال کے انمول موتی بکھیرے۔ وہ مساوات پر مبنی جمہوریت چاہتے تھے۔ ہمیں چاہیے کہ انکے فلسفہ کی رو سے سیاست اور جمہوریت کو اسلام کے سنہری اصولوں کے مطابق بنائیں۔ اقبال نے قطعاً ایسے پاکستان کا خواب نہیں دیکھا تھا کہ جہاں غیر ملکی مداخلت ہو، ڈرون حملے ہوں، دہشت گردی، لسانیت، فرقہ واریت، عدلیہ کو نیچا دکھانے، قانون کا مذاق اڑانے کی قبیح رسم عام ہو۔ انہوں نے کہا کہ وطن عزیز کو حقیقی معنوں میں قائد اور اقبال کا پاکستان بنانے کے لیے وطن کی نظریاتی اساس کی طرف لوٹنا ہوگا۔

پروفیسر ساجد میر کی اپیل پر حوثیوں کی طرف سے میزائل حملے کے خلاف یوم مذمت منایا گیا

امیر مرکزی جمعیت اہل حدیث پاکستان سینیٹر پروفیسر ساجد میر کی اپیل پر حوثی باغیوں کی طرف سے مکہ مکرمہ پر میزائل حملے کے خلاف یوم مذمت منایا گیا۔ علماء نے خطبات جمعہ میں عظمت حرمین شریفین بیان کی اور دفاع حرمین کے لیے ہر قسم کی قربانی دینے کا عہد کیا۔ پروفیسر ساجد میر نے اہل حدیث یوتھ فورس کے زیر اہتمام دفاع حرمین کنونشن سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ مکہ مکرمہ پر میزائل حملہ کرنے والے ابرہہ کی اولاد ہیں ان کا انجام بھی ابرہہ جیسا ہوگا۔ امت مسلمہ کا بچہ بچہ ابابیلیں بن کر بیت اللہ کا دفاع کرے گا۔ حوثی باغیوں کی شرانگیزیوں سے عالم اسلام کی آنکھیں کھل جانی چاہیں، حوثیوں کے سرپرستوں کو بے نقاب کرنے کا وقت آگیا ہے۔ جو لوگ حوثیوں کی بے جا وکالت کررہے ہیں انہیں اپنی پالیسی بدلنا ہوگی ورنہ شدید ردعمل آئیگا۔ امت مسلمہ حرمین شریفین کے دشمنوں کے مقابلے میں اٹھ کھڑی ہو۔ انہوں نے امت مسلمہ سے اپیل کی کہ وہ حرمین شریفین کے دفاع کے لیے اٹھ کھڑی ہو اور سعودی عرب کی قیادت کے ساتھ یکجہتی کا اظہار کریں۔ عرب اتحاد نے حوثی باغیوں کے حملوں کو جس طرح ناکام بنایا وہ قابل تحسین اقدام ہے۔ انہوں نے کہا کہ حرمین شریفین کے تحفظ کی جنگ پرائی نہیں اسلام اور دفاع کی جنگ ہے۔ پاکستانی فوج، ایٹم بم اور تمام وسائل لا الہ الا اللہ کی امانت ہیں۔ ہمارا سعودی عرب سے رشتہ اسی کلمہ کی بنیاد پر ہے۔ حرمین شریفین کا تحفظ اپنے ایمان وعقیدے کا حصہ سمجھتے ہیں۔ 18 کروڑ پاکستانی حرمین شریفین کے تحفظ کیلئے اپنی جانیں نچھاور کرنے کیلئے تیار ہیں۔ اہل حدیث یوتھ فورس کے صدر حافظ فیصل افضل شیخ نے اپنے خطاب میں کہا کہ اللہ کے دشمنوں نے خوفناک سازشیں کرتے ہوئے سعودی عرب کو مشکلات سے دوچار کرنے کا فیصلہ کیا اور یمن کی سرزمین کو چن کر منتخب حکومت گرا کر باغیوں کا قبضہ کروایا گیا۔ حرمین شریفین کے تحفظ کے معاملے پر سیاست نہیں ہونی چاہیے۔ آج اپنے ایمان کے تقاضوں کو نبھانے کا وقت ہے۔ ہم سعودی عرب کے دفاع سے پیچھے نہیں رہیں گے۔ اہل حدیث یوتھ فورس کے جنرل سیکرٹری حافظ عامر صدیقی نے کہا کہ ساری قوت جمع کر کے سرزمین حرمین شریفین کا دفاع کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کی غیرت کبھی یہ برداشت نہیں کرسکتی کہ حرمین شریفین پر حملہ کی سازشیں کی جائیں۔ ہم حرمین کے تحفظ سے کسی صورت پیچھے نہیں ہٹیں گے۔ پاکستان کا بچہ بچہ حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے کٹ مرنے کے لئے تیار ہے۔ انہوں نے کہا کہ جس مسلمان کے دل میں ذرہ بھر بھی ایمان ہے وہ حرمین شریفین کے تحفظ سے کسی صورت لاتعلق نہیں رہ سکتا۔ پاکستان فوج اور عوام سرزمین حرمین شریفین کے تحفظ کے لئے اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار ہے۔ حکومت کو چاہیے کہ وہ سعودی عرب کی حفاظت کے لئے اپنے وسائل بروئے کار لائے۔ حافظ عبدالباسط شیخوپوری نے کہا کہ ہم سعودی عرب کے تحفظ کے لئے اپنا خون پیش کرنے کے لئے تیار ہیں۔ حوثی باغی سعودی عرب پر حملے کی سازشیں کررہے ہیں۔ حافظ عبدالستار حامد نے کہا کہ سعودی عرب نے ہر مشکل وقت میں پاکستان کی مدد کی۔ دریں اثنا پروفیسر ساجد میر نے کراچی میں فرقہ وارانہ قتل وغارت گری کے واقعات کی شدید مذمت کی۔

قومی ایئر لائن (پی آئی اے) کو منافع بخش بنایا جا سکتا ہے

پرائیویٹ ٹورز آپریٹرز اور ٹریول ایجنٹس ایسوسی ایشن کے مرکزی راہنما حافظ شفیق کاشف نے کہا ہے کہ قومی خزانے پر بوجھ بننے والے اداروں میں قومی ایئر لائن پی۔آئی۔اے بھی شامل ہے، اپنے وقت کی دنیا کی صفِ اول کی ایئر لائن پی۔آئی۔اے کو ماضی کے حکمرانوں نے سیاسی رشوت کے طور پر استعمال کیا لیکن موجودہ حکومت نے اس کو خسارے سے نکالنے کے لیے جو اقدامات کیے ہیں اس سے امید کی جاسکتی ہے کہ پی۔آئی۔اے اپنا کھویا ہوا مقام دوبارہ حاصل کرلے گا۔ انہوں نے کہا کہ پی۔آئی۔اے کو منافع بخش ادارہ بنانے کے لیے وزیراعظم نواز شریف کی کوششیں قابل تعریف ہیں اور یقیناً وزیراعظم کی ذاتی دلچسپی سے پی۔آئی۔اے کا معیار بہتر ہورہا ہے۔ انہوں نے وزیراعظم سے مطالبہ کیا کہ فیصل آباد انٹرنیشنل ایئر پورٹ پر بھی عالمی معیار کی سہولیات دینے کے لیے ایئر پورٹ کو اپ گریڈ کیا جائے، جدہ۔ مدینہ اور دیگر انٹرنیشنل پروازوں میں اضافہ کیا جائے۔

اخبار الجماعۃ

ضلع ایبٹ آباد.....تربیتی اجلاس

⊙ مرکزی جمعیت اہلحدیث ضلع ایبٹ آباد کے زیر اہتمام تربیتی اجلاس کالا باغ میں منعقد ہوا، مولانا عتیق الرحمٰن، مولانا سرفراز خان فاروقی، مولانا اورنگزیب،، سردار انیس خلیل اور قاری عبدالحفیظ دورے میں شریک تھے۔ مولانا الیاس مشتاق ودیگر احباب نے تمام افراد کو کالا باغ میں خوش آمدید کہا، بعد ازاں اجلاس میں جو کہ ضلعی امیر مولانا صدیق مبلغ کی امارت میں منعقد ہوا ضلع بھر میں تبلیغی کاموں کا جائزہ لیا گیا اور کارکنان کو مزید فعال کرنے کے لیے چند ہنگامی اقدامات اٹھائے گئے۔ قاری محمد صدیق آف مکول کو معاون ناظم تبلیغ برائے ضلع جبکہ قاری عبدالحمید کو نائب ناظم تبلیغ، تحصیل ایبٹ آباد، قاری محمد کامران آف ایوبیہ کو معاون ناظم تبلیغ برائے تحصیل ایبٹ آباد نامزد کیا گیا، جبکہ انیس خلیل کو ناظم نشرواشاعت برائے تحصیل ایبٹ آباد مقرر کر دیا گیا۔ بعد ازاں وفد توحید آباد پہنچا جہاں مولانا فاروق، ناظم تعلیمات صوبہ کے پی کے، یاسر صادق، اور قاری محمد نیاز نے وفد کا استقبال کیا، جماعت کو مزید فعال بنانے اور اپنی اپنی ذمہ داریاں سرانجام دینے کے امور پر تبادلہ خیال ہوا۔ تمام عہدیداران اور اراکین نے ضلعی جماعت کو اس بات کا یقین دلایا کہ جہاں بھی ہماری ضرورت پڑی تمام جماعت ضلع کے شانہ بشانہ کھڑی ہوگی۔

منجانب: انیس خلیل، ایبٹ آباد

ASF کا اجلاس

⊙ مؤرخہ 30 اکتوبر ASF ضلع لاہور کا اجلاس منعقد ہوا، زیر صدارت عبدالحفیظ صدر ASF ضلع لاہور، عبدالقدیر فاروقی صاحب صدر ASF پاکستان نے مختصر گفتگو کی اور لاہور کے مختلف علاقوں میں ASF کے پروگرام تشکیل دیے گئے۔

منجانب: محمد اقبال سلفی پریس سیکرٹری لاہور

ضرورت رشتہ

⊙ اہل حدیث لڑکا عمر 24 سال تعلیم بی کام قوم آرائیں کے لیے ہم پلہ لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔ اسی طرح ایک اہل حدیث لڑکا عمر 20 سال قوم جٹ تعلیم مڈل کے لیے اہل حدیث لڑکی کا رشتہ درکار ہے۔

رابطہ: قاری عابد فاروق: 0301/0332-4047197

ضروری اعلان

⊙ احباب جماعت کو دوبارہ اطلاع دی جاتی ہے کہ الاسلام ڈائری 2017ء کے لیے اپنے فون نمبر 20 نومبر تک بھیج دیں۔ سابقہ نمبر شائع نہیں ہوں گے۔ (ادارہ)

دفاع حرمین میں ہر قربانی کیلئے ہمہ وقت تیار ہیں

⊙ فرزندان توحید دفاع حرمین کے لیے مالی وجانی قربانی کے لیے ہمہ وقت تیار ہیں۔ مرکزی جمعیت اور اہل حدیث یوتھ فورس کے کارکنان پروفیسر ساجد میر کی کال پر حاضر ہونے کے لیے پرعزم ہیں۔ ان خیالات کا اظہار مرکزی جمعیت کے معروف خطیب ومقرر پروفیسر عبدالرزاق ساجد نے بسم اللہ میرج ہال فاروق آباد میں کیا۔ کانفرنس کی میزبانی صاحبزادہ ابوبکر سلطان یزدانی، ذیشان سلطان ایڈووکیٹ، عثمان سلطان ایڈووکیٹ اور مقامی جماعت نے کی۔ کانفرنس میں مولانا محمد نواز چیمہ، حافظ محمد یوسف پسروری، قاری محمد حنیف ربانی، مولانا منظور احمد، حافظ عبدالرؤف یزدانی اور قاری بنیامین عابد نے خطاب کیا۔ مقررین نے اپنے خطابات میں سیرت النبیؐ کے مختلف پہلوؤں پر روشنی ڈالی۔ نیز وطن عزیز اور پاک فوج کی سلامتی اور استحکام کے لیے دعا کی۔ کانفرنس ہر لحاظ سے کامیاب رہی۔

منجانب: ناصر حکیم بھٹی نامہ نگار بدوملہی

الاسلام ڈائری 2017ء

❀ جماعتی مذہبوں کی آئینہ دار
❀ ایک دعوت، ایک پیغام
❀ ہر پڑھے لکھے فرد کی ضرورت

حسب سابق ڈائری زیر ترتیب ہے اگر آپ چاہتے ہیں کہ ڈائری ماہ دسمبر میں آپ کو مل سکے تو آج ہی رابطہ کیجیے۔
اشتہارات اور ضروری فون نمبر آج ہی بھیج دیں

ایک صفحہ اشتہار فور کلر	2500/-	روپے
ایک صفحہ اشتہار ایک کلر	1500/-	روپے
نصف صفحہ ایک کلر	1000/-	روپے

نوٹ: اشتہارات کے ساتھ زر اشاعت بھی لازماً ارسال فرمائیں۔ شکریہ!

شناختی کارڈ 34101-3207371-5

رابطہ: الحدیث پبلیکیشنز 106 راوی روڈ لاہور
0321-6487892 - 042-37720257
055-4443265

خطبہ جمعۃ المبارک

⊙ مرکزی جامع مسجد اہل حدیث چک 112 علی آباد تحصیل سانگلہ ہل میں مولانا قاری شفیق الرحمٰن نے عظمت حرمین کے موضوع پر خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے گذشتہ دنوں مکہ مکرمہ پر حوثی باغیوں کی طرف سے میزائل حملہ کی شدید مذمت کی اور کہا کہ حرمین کے دفاع کے لیے ہم اپنی جانوں تک کا نذرانہ پیش کر دیں گے۔

منجانب: چوہدری عبدالمنان واہلہ، چک ہذا

خوش خبری

خصوصیات

❁ احادیث کی شرح امام ابن تیمیہ کی تالیفات سے منتخب افادات پر مشتمل
❁ امام ابن تیمیہ کے منتشر فوائد کو مرتب کرنے کی ایک بھرپور کوشش
❁ حدیث کی شرح کے لیے ایک نیا انداز اور اولین کاوش
❁ امام ابن تیمیہ کے افادات کے مکمل حوالہ جات کا اہتمام
❁ نوادر اور حدیث کا مفہوم اور سلیس ترجمہ
❁ تحقیق میں شیخ البانی کے حکم پر اکتفا
❁ ماہ اور کمپوزنگ کے جدید اصولوں کے عین مطابق
❁ رموز واقاف کا خصوصی اہتمام

سٹاک محدود ہے

6 جلد

مترجم

جامع ترمذی

امام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورہ الترمذی

200 _____ 279

جمع، ترتیب، ترجمہ: حافظ ابوبکر ظفر

مع افادات: امام ابن تیمیہ

ملنے کا پتا: مکتبہ اسلامیہ، ہادیہ حلیمہ سنٹر، غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور 04237244973

مولانا محمد اشرف ربانی کو صدمہ

گذشتہ دنوں جامع مسجد خدیجۃ الکبریٰ اہل حدیث فاروق آباد کے خطیب مولانا محمد اشرف ربانی کے بڑے بھائی قضائے الٰہی سے انتقال کر گئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون! مرحوم کی نماز جنازہ میں احباب جماعت اور تمام مکاتب فکر کے لوگوں نے شرکت کی۔ اللہ تعالیٰ مرحوم کی بشری لغزشوں کو معاف فرمائے اور انہیں جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام نصیب فرمائے۔ آمین!

شریک غم: صاحبزادہ شاہد محمود سعیدی، خادم دارالعلوم رحمانیہ اڈہ لاریاں منڈی فاروق آباد ضلع شیخوپورہ

خطیب کے ضرورت مند متوجہ ہوں

ایک عالم فاضل اردو کے خطیب ان دنوں فارغ ہیں۔ لاہور اور گردونواح میں اگر کسی مسجد میں صرف خطبہ جمعہ کے لیے ضرورت ہو تو درج ذیل نمبر پر رابطہ کریں:

0323-4349885

ھو الشافی

گھٹنہ، پٹھوں، گردن، ریڑھ کی ہڈی کا درد اور کھچاؤ وغیرہ ہر قسم کی سوزش، موچ کا شرطیہ و آزمودہ اور مؤثر ترین مکمل علاج کے لیے رابطہ کریں:

حاجی محمد اسلم 0321-4716326

آٹا چکی شریف کالونی (جھگیاں مشین والیاں) سرگودھا روڈ شیخوپورہ

جوھر نایاب

جدید طبی ریسرچ — مایوس ہونا گناہ ہے۔

بے اولاد حضرات کے لئے قومی شفاخانہ نے 30 سالہ طبی ریسرچ کے بعد ایک ٹانک "جوھر نایاب" تیار کیا ہے۔ اسے استعمال کر کے اپنی تازہ رپورٹ کے ساتھ ملیں۔ ان شاء اللہ رپورٹ اچھی ہوگی۔

قومی شفاخانہ شیرو روڈ گوجرانوالہ

0345-6213064

عرصہ 47 سال سے مسجدوں کی خدمت میں پیش پیش

مکمل ایمپلی فائر خود تیار کردہ دستیاب ہیں۔

گولڈن

نام ہی کافی ہے

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر (رجسٹرڈ)

مساجد کے لئے خصوصی رعایت

امپورٹڈ U.P.S بھی دستیاب ہیں۔

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

0300-6430739
055-4213430

چوک نیائیں نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

الکرم لاؤڈ سپیکر اینڈ ایمپلی فائر

نام ہی کافی ہے

نئے لاؤڈ سپیکر کی مکمل ورائٹی دستیاب ہے۔

ایمپلی فائیر جدید ٹیکنالوجی کے ساتھ (نئی ورائٹی)

محمد ذیشان ربانی
0343-6007696

فضل مارکیٹ دوکان نمبر 2 چوک نیائیں گوجرانوالہ

فون نمبرز: 055-4212804,4226706-0300-6430029

مساجد اور مدرسوں کیلئے خصوصی رعایت

پروپرائیٹر ایم اکرام مغل (ماہر مکینک)

سپر سٹار

ایمپلی فائیر لاؤڈ سپیکر اینڈ ساؤنڈ سسٹم

0333-8294645
055-4237974
0312-7343693

ہمارے ہاں نئے ایمپلی فائیر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

یونٹ، مائیک ہارسٹینڈ اور متعلقہ سپیئر پارٹس اور مرمت کا کام تسلی بخش کیا جاتا ہے۔

حافظ آباد روڈ چوک نیائیں نزد فضل مارکیٹ گوجرانوالہ

Al-Fatah
Loud Speaker Amplifier

الفتح ایمپلی فائر لاؤڈ سپیکر

نیو ایمپلی فائر کی بہترین ورائٹی دستیاب ہے

ہمارے ہاں نئے و پرانے ایمپلی فائر، یونٹ، مائیک، ہارن، طوطی ہارن، سٹینڈ، U.P.S، کالم سپیکر بازار سے رعائت خریدیں نیز مرمت کوالیفائیڈ مکینک کے پاس تشریف لائیں۔

پروپرائیٹر محمد عثمان

Mob:0321-7432246
Mob:0334-7967107
Ph:055-4230167

نیائیں چوک نزد سٹی کالج گوجرانوالہ

19 دن

عمرہ گروپ

صرف ایک لاکھ روپے میں

ٹکٹ اتحاد ایئر لائن	ویزہ	ٹرانسپورٹ	رہائش/ہوٹل
روانگی 26 دسمبر 2016ء	واپسی 13 جنوری 2017ء	رہائش مکہ 600-700 میٹر	
براستہ ابوظہبی قیام تقریباً ڈھائی گھنٹے	براستہ ابوظہبی قیام تقریباً ساڑھے 4 گھنٹے	شارع الھجرہ کبری سے پہلے	
		رہائش مدینہ	
		150-200 میٹر مرکزیہ میں	

برائے رابطہ حافظ محمد اشرف قمر لاہور
0300-4101107
0321-4133099

عابد انور علی

ڈائریکٹر جنرل میڈیکل

عابد انور میڈیکل کلینک

بچوں اور بچیوں کے ختنہ کا محفوظ طریقہ
قوت گویائی اور دن بڑھنے کا بہترین علاج

گردوں کے مریضوں کے لیے امید کی کرن

جہاں گردوں کا فیل ہونا بلڈ پریشر یا کریاٹنین کا بڑھنا ایلبومن کا اخراج پراسٹیٹ کا بڑھنا گردہ شاندی پتھری ان تمام امراض کے بغیر ڈائیلسز بغیر آپریشن شوگر بلڈ پریشر اور گردوں کی ایسی تمام بیماریاں جن کی وجہ سے گردے اپنا کام کرنا بند کر دیں۔ مفید اور موثر علاج۔

کمر کے مہروں کے لیے ایک موثر علاج گاہ

مہروں کا قدرتی طریقہ علاج مہروں میں خلاء ہونا مہروں کا اپنی جگہ سے ہل جانا مہروں میں سوزش گردن کے مہروں کا بڑھنا (Spondylosis) مہروں کے درمیان گوشت آنا اور مہروں کے دیگر بیماریوں کا علاج۔

دماغی امراض اور نظر کا چشمہ اتارنے والوں کے لیے خوشخبری

دماغی کمزوری نسیان دوریا نزدیک کی نظر کا کمزور ہونا سر درد آنکھوں کے جملہ امراض کا بہترین علاج گاہ

پتہ
گلی نمبر 55 المدینہ کالونی
عقب عائشہ ڈیری کارنر مارکیٹ ریلوے روڈ لاہور
0321-4600785
0333-4292742

علمی، تحقیقی و اصلاحی مطبوعات
دل کش و اعلیٰ معیار کے ساتھ

مکتبہ اسلامیہ

جودے علم دوستی کا پیغام

خطباء، دعاۃ اور مبلغین حضرات کے لئے ایک علمی تحفہ
زادُ الخطیب
4 جلدیں
ڈاکٹر حافظ محمد اسحاق زاہد

کیا ہم اللہ کا ادب کرتے ہیں....؟
آداب الٰہی اور اس کے تقاضوں پر مشتمل شاندار خطبات کا مجموعہ
معراجُ الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

علمی و اصلاحی مضامین کا حسین گلدستہ
میزانُ الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

خطیبانہ انداز میں منفرد تفسیر
خطبات سورۃ فاتحہ
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

خطیبانہ انداز میں منفرد تذکرہ رسول ﷺ
خطبات سیرت مصطفیٰ ﷺ
پروفیسر حافظ عبدالستار حامد

سکول کالج و مدارس کے طلبا کے لیے ایک رہنما کتاب
انعام یافتہ تقریریں
مرتب حافظ عمار مرتضیٰ

منفرد موضوعات اور صحیح واقعات سے مزین خطبات
بستان الخطیب
فضیلۃ الشیخ عبدالمنان راسخ

خطبا اور مبلغین کے لئے نادر تحفہ
دروس المساجد
2 جلدیں
الشیخ محمد عظیم حاصلپوری رحمہ اللہ

اپنی کتاب کی عمدہ پرنٹنگ اور مضبوط بائنڈنگ کے لیے بھی مکتبہ اسلامیہ پرنٹنگ پریس کی خدمت حاصل کریں
قرآن مجید۔ تفاسیر۔ احادیث۔ سیرۃ النبیؐ۔ تاریخ اسلام۔ فقہ و فتاویٰ۔ وفاق المدارس عربی کتب اور دیگر ادبی و اصلاحی کتب خریدنے کے لیے تشریف لائیں

مکتبہ اسلامیہ
لاہور: ہادیہ حلیمہ سینٹر غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
042-37244973
042-37232369
فیصل آباد: بالمقابل شیل پٹرول پمپ کوتوالی روڈ، فیصل آباد
041-2631204
041-2641204

/maktabaislamia1 www.maktabaislamiapk.blogspot.com maktabaislamiapk@gmail.com Ph 0300-8661763

Weekly AHL- E - HADITH
CPL No 116
106, Ravi Road Lahore (54000)
E-Mail: weeklyahlehadith@yahoo.com
WEBSITE: www.ahlehadith.org
Head Office:
Tell. 042-37729933
Fax: 042-37725525
Weekly Ahl-e-Hadith
042-37720257
Paigham T.V:
042-37722876

دجلا ٹریول اینڈ ٹورز (پرائیویٹ) لمیٹڈ

تمام ائیر لائینز کی ٹکٹس اور

حج و عمرہ کیلئے

سپیشل پیکج

دستیاب ہے

PIA | airblue | QATAR AIRWAYS القطرية | Thai Smooth as silk

SAUDI ARABIAN AIRLINES | SHAHEEN AIR | Emirates | الإتحاد ETIHAD AIRWAYS

ادیب الرحمٰن بن یوسف پسروری

0340-4909353

0321-3400005

0313-6233327

ڈیوائن میگا، ایل جی 12

نزد ہنڈا پوائنٹ نیو ائیر پورٹ لاہور

ای میل: dajalatravel@gmail.com